دعا میں وسیلے کی حقیقت

(دعا میں باطل وسیلے کی ممانعت کی سولہ وجوہات)

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ماجد بن سلیمان الرسی

ترجمة أدرية لكتاب: كشف الغطاء عن عيني
من جعل بينه وبين الله واسطة في الدعاء

مقدمہ

الحمد لله وحده ، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده ، أما بعد:

اللہ تعالی نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کے لئے پیدا کیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾
(میں نے جنات اورانسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں) .

ظاہری وباطنی اعمال واقوال میں سے ہر وہ چیز جو اللہ کو پسند اور اس کی رضا کا باعث ہو، اسے عبادت کہتے ہیں۔

" نماز، زکاۃ، روزہ، سچی بات، امانت کی ادائیگی، والدین کی فرمانبرداری، صلہ رحمی، ایفاء عہد، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، کفار و منافقین سے جہاد کرنا، پڑوسیوں، یتیم و مسکین، مسافر اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک، چوپایوں پر رحم، دعاواذکار، تلاوت قرآن اور ان جیسے دیگر اعمال عبادت ہیں۔

اسی طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اللہ کی خشیت اور اس کی طرف رجوع کرنا، اپنے دین کو اس کے لئے خالص رکھنا، اس کے احکامات پر صبر اور اس کی نعمتوں پر شکر کرنا، تقدیر کے فیصلوں سے راضی رہنا، اور اللہ پر بھروسہ کرنا، اس کی رحمت کی امید رکھنا اور اس کے عذاب سے خوف کھانا اور اس طرح کے دیگر عقائد، اللہ کی عبادت ہیں" ۔[منقول از:" مجموع الفتاوی "لابن تیمیہ رحمہ اللہ(۱۰/ ۱۴۹-۱۵۰)معمولی تصرف کے ساتھ]

اللہ کی عبادت میں شرک کرنا،عبادت کی ضد ہے، بایں طور کہ بندہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرالے، جس طرح اللہ کی عبادت کرتا ہے ویسے ہی اس کی عبادت کرے، اس سے ویسے ہی ڈرے جیسے اللہ سے ڈرتا ہے، اور جس طرح دعا، نماز، قربانی، نذر جیسی عبادتوں کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے بعینہ ان اعمال سے بھی غیر اللہ کا تقرب حاصل کرے۔

اس مختصر سی بحث میں غیر اللہ سے دعا کرنے کے مسئلہ پر گفتگو کی گئی ہے، قبل اس کے کہ میں اس مسئلہ پر گفتگو شروع کروں، میں یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ دعا ایک عظیم عبادت ہے، بہت ساری آیات میں اللہ تعالی نے خاص طور سے اس کا تذکرہ کیا ہے، بہت سی صحیح احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا

کی قدر و منزلت کو اجاگر کیا ہے، اس کے باوجود دعا ان بہت سی عبادات میں سے ہے جن میں لوگوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا لئے، بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ آپ بہت سے نام نہاد مسلمانوں کو غیر اللہ سے دعائیں کرتے اور ان سے مدد مانگتے ہوئے پائیں گے، وہ انبیاء و صالحین کو بھی دعا میں شریک ٹھہرا لیتے ہیں، وہ یوں پکارتے ہیں : اے اللہ کے نبی مدد، اے عبد القادر جیلانی ہم آپ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں ، اے بدوی، مدد کر!، میں آپ سے اپنی تنگی رزق اور دشمنوں کے غلبہ اور اولاد کی کمی کا شکوہ کرتا ہوں، فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میں آپ سے مدد چاہتا ہوں، یا یوں کہے کہ: میں آپ کے در پر ہوں، مہمان ہوں، پڑوسی ہوں، یا کہے کہ: پناہ تو بس آپ کی ہے، آپ بہترین پناہ دینے والے ہیں، یا کہے کہ: مجھے اولاد عطا کیجئے، پھسلنے پر کہے : اے محمد کی جاہ، اے ست نفیسہ، اے میرے آقا شیخ فلاں۔ اس طرح کی بہت ساری باتیں ہیں جن میں غیر اللہ سے تعلق کا اظہار کیا جاتا اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں، کچھ لوگ اپنی ضروریات کو پرچیوں میں لکھ کر قبر کے پاس لٹکا دیتے ہیں، یا وہ ایک پرچی میں اپنے فریادرس کا نام لکھتے ہیں پھر کسی مردہ کی قبر پر وہ پرچی لے کر جاتے ہیں تاکہ مردہ اس کی مدد کرے، اس حرماں نصیب کو کیا معلوم کہ مردہ کو پکار کر وہ اسلام سے جاتا رہا، اگر چہ وہ نماز پڑھے، روزہ رکھے اور اس گمان میں رہے کہ وہ مسلمان ہے۔

تمام عبادتوں میں عبادتِ دعا کا جو مقام ہے، ان صفحات میں، میں نے شرعی دلائل کی روشنی میں اللہ کی توفیق سے ان کو نقل کیا ہے، پھر اس بات کو دلائل کے ساتھ میں نے ذکر کیا ہے کہ صرف اللہ سے دعا مانگنا واجب ہے اور غیر اللہ سے دعائیں ہرگز نہیں کی جائیں گی، پھر سالہا سال سے دعا کے مسئلہ پر لوگوں کے جو شبہات چلے آرہے ہیں میں نے ان کا جواب دیا ہے، ان شبہات کا لب لباب یہ ہے کہ بندے کو بلا کسی واسطہ کے اللہ کو نہیں پکارنا چاہیے، بلکہ جو مُردے اور پیر فقیر نیکوکار تھے ان کو پکارنا چاہیے، اور پھر ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دعا کو اللہ کے حضور پہنچائیں۔

میں نے اس شبہ کا جواب بھی دیا ہے اور اس کے بطلان کو سولہ عقلی و نقلی دلائل سے واضح کیا ہے، ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ایسا کرنے والا مشرک ہے، اور اس کا عمل ہو بہو ان مشرکین کے عمل جیسا

ہے جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے، اگر چہ ایسا کرنے والا شخص نماز پڑھے، روزے رکھے اور اس گمان میں رہے کہ وہ مسلمان ہے۔

مشہور فقہی مذاہب کے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ غیر اللہ سے دعا خواہ جس شکل میں بھی کی جاے، انہیں سفارشی بنا کر کی جاے یا بغیر اس کے، وہ حرام ہے، اور جتنا ہو سکا میں نے ان علماء کے اقوال کو اللہ کی توفیق سے نقل کر دیا ہے۔

میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ تمام مسلمانوں کو اخلاص کی اور رسول اکرم صلی اللہ کی اتباع کی توفیق دے، اور ان کو شرک وگمراہی سے بچائے رکھے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

از قلم:

ماجد بن سليمان الرسی

۲۸ شعبان ۱۴۳۳ھ

دعا عبادت ہے

تمام عبادتوں میں عبادت دعا کا مقام:

دعا ایک عظیم عبادت ہے، بہت ساری آیات میں اللہ تعالی نے خاص طور سے اس کا تذکرہ کیا ہے، بہت سی صحیح احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تمہارا پروردگار بڑا شرم وحیاء والا، سخی وکریم ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹانے میں شرم آتی ہے)۔[سنن الترمذی:۳۵۵۶۔ البانی نے اسے صحیح کہا ہے]

مزید ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: (دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو نہیں ٹالتی ہے)۔[سنن ترمذی: ۲۱۳۹۔ راوی: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث کو البانی نے حسن کہا ہے، دیکھیں: "الصحیحۃ" (۱۵۴)]

نیز فرمایا: (اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز ومکرم کوئی چیز نہیں)۔[سنن ترمذی: ۳۳۷۰۔ راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ البانی نے اسے حسن کہا ہے]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث(الدعاء هو العبادة)سے واضح طور پر دعا کی عظمت شان کا پتہ چلتاہے،(الدعاء هو العبادة) کہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ﴾ سے ﴿دَاخِرِينَ﴾ تک تلاوت کی[1]۔

دعا کو جو عبادت کہا گیا ہے تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ دعا ہی تمام تر عبادتوں کو محیط ہے بلکہ دعا کو عبادت کہنے کا مقصد اس کی اہمیت وفضیلت کو اجاگر کرنا ہے، اور یہ بتانا ہے کہ دعا دیگر عبادتوں کا مغز، اصل اور ایک عظیم رکن ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: (حج عرفات میں

[1] اسے ابوداود (۱۴۷۹) نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ٹھہرنا ہے)[1] اور (دین خیر خواہی کا نام ہے)[2]۔

دعا، عبادت ہے، اس بات کو کچھ لوگوں نے مشکوک کرنے کی کوششیں کیں تاکہ انہیں غیر اللہ سے بھی دعائیں کرنے کا جواز مل سکے، حالانکہ یہ ان کا زعم باطل ہے، اللہ نے خود دعا کو عبادت کہا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ ۞ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَمَّا جَآءَنِيَ ٱلْبَيِّنَـٰتُ مِن رَّبِّى ﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو اس بنا پر کہ میرے پاس میرے رب کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ ﴾

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

دو آیتوں میں اللہ نے دعا کو عبادت کہا ہے، اور یہ دعا کی عظمت شان کی دلیل ہے۔

اسی طرح اللہ نے دعا کو دین بھی کہا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ ﴾

ترجمہ: پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالی نے دعا کے بجائے دین کا لفظ استعمال کیا ہے، اور دین پر الف لام لگا کر بطور معرفہ کے ذکر کیا ہے جو کہ عہد کا فائدہ دے رہا ہے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دعا، دین ہے، اور جو چیز دین ہے تو ظاہر

---

[1] سنن نسائی: (۳۰۱۶)۔ راوی: عبد الرحمن بن یَعمَر رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث کو البانی نے صحیح کہا ہے۔

[2] اسے مسلم (۵۵) نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ہے کہ وہ عبادت ہے۔

اللہ تعالی نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اس سے دعا کی جاے، ہر وہ چیز جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے تو وہ واجب یا مستحب عبادت ہے، جیسا کہ گذشتہ آیت میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِي سَيَدۡخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ٦٠ ﴾

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے:﴿ ٱدۡعُواْ رَبَّكُمۡ تَضَرُّعٗا وَخُفۡيَةًۚ ﴾

ترجمہ: تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑ گڑا کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، فرمایا:(رکوع میں اپنے مالک و پروردگار کی عظمت بیان کرو اور سجدہ میں دعا مانگنے کی کوشش کرو۔ یہ اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کرلی جاے)۔[صحیح مسلم:(۴۷۹)]

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمان ابابطین کہتے ہیں کہ:(ہر وہ کام جس کی ادائیگی کا اللہ نے حکم دیا ہے خواہ حکم وجوب کے لئے ہو یا استحباب کے لئے تو اس حکم کی بجا آوری تمام علماء کے نزدیک عبادت ہے، تو جو شخص یہ کہے کہ بندے کا اپنے رب سے دعا کرنا رب کی عبادت نہیں ہے تو ایسا کہنے والا گمراہ ہے، بلکہ کافر ہے[1]۔

صرف اللہ سے دعا مانگنے کا حکم اور غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت کا بیان :

قرآن و سنت کا حکم یہ ہے کہ صرف اللہ سے دعائیں کی جائیں اور غیر اللہ کو نہ پکارا جاے، ارشاد باری

[1] "تأسيس التقديس في كشف تلبيس داود بن جرجيس" ص ۱۲۷

تعالی ہے:﴿ ٱدۡعُواْ رَبَّكُمۡ تَضَرُّعٗا وَخُفۡيَةًۚ ﴾

ترجمہ: تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی۔

نیز ارشاد فرمایا:﴿ وَسۡـَٔلُواْ ٱللَّهَ مِن فَضۡلِهِۦٓۚ ﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔

شیخ عبد الرحمان بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں: صرف اللہ سے دعا مانگنے کی جو بات ہے تو اس کا ذکر تقریبا تین سو مختلف مقامات پر آیا ہے، کبھی صیغہ امر کے ساتھ اس کا ذکر آیا ہے جیسے ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ ﴾

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

اور فرمایا:﴿وَٱدۡعُوهُ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَۚ ﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو۔

کہیں نہی کے صیغہ کے ساتھ اس کا ذکر کیا جیسے ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَأَنَّ ٱلۡمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدۡعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدٗا ﴿١٨﴾ ﴾[۱]

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

کہیں وعید کے ساتھ اس کا ذکر ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ فَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَكُونَ مِنَ ٱلۡمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ ﴾[۲]

ترجمہ: پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جائے۔

کبھی اس حقیقت کو ثابت کیا کہ الوہیت وعبودیت کا مستحق بس اللہ ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

---

[۱] الجن:۱۸.

[۲] الشعراء:۲۱۳.

﴿ وَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ ﴾١

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود برحق نہیں۔

کہیں غیر اللہ کو پکارنے والے کی نکیر کرتے ہوئے خطاب کیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَلَا تَدۡعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَۖ فَإِن فَعَلۡتَ فَإِنَّكَ إِذٗا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ١٠٦ ﴾٢

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔

کہیں خبر دیتے ہوئے اس کو بیان کیا ہے، ارشاد ہے: ﴿ قُلۡ أَرَءَيۡتُم مَّا تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُواْ مِنَ ٱلۡأَرۡضِ أَمۡ لَهُمۡ شِرۡكٞ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِۖ ﴾٣

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے۔

کبھی اس صیغہ امر کے ساتھ اس کا ذکر کیا جو نہی و انکار کے لئے ہوتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ قُلِ ٱدۡعُواْ ٱلَّذِينَ زَعَمۡتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمۡلِكُونَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِ ﴾٤

ترجمہ: کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا بھی اختیار نہیں ہے۔

اور کبھی بایں طور بیان کیا کہ دعا، عبادت ہے، اور غیر اللہ سے دعا کرنا شرک ہے، ارشاد ہے: ﴿ وَمَنۡ أَضَلُّ مِمَّن يَدۡعُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسۡتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَهُمۡ عَن دُعَآئِهِمۡ غَٰفِلُونَ ٥ وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُواْ لَهُمۡ أَعۡدَآءٗ وَكَانُواْ بِعِبَادَتِهِمۡ كَٰفِرِينَ ٦ ﴾٥

---

(١) القصص:٨٨.

(٢) یونس:١٠٦.

(٣) الأحقاف:٤.

(٤) سبأ:٢٢.

(٥) الأحقاف:٥-٦.

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے) ۔

اور فرمایا :

﴿ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَأَدْعُواْ رَبِّى عَسَىٰٓ أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّى شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا ٱعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ ﴾[1]

ترجمہ: میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں۔ صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا۔ جب ابراہیم (علیہ السلام) ان سب کو اور اللہ کے سوا ان کے سب معبودوں کو چھوڑ چکے تو ہم نے انہیں اسحاق ویعقوب (علیہما السلام) عطا فرمائے اور دونوں کو نبی بنادیا۔

حدیث میں ہے کہ (دعا، عبادت ہے) اس حدیث کو امام ترمذی وغیرہ نے صحیح کہا ہے، اس حدیث میں مبتدا و خبر کے درمیان ضمیر فصل ہے اور خبر الف لام کے ساتھ معرفہ آئی ہے، خبر جب ضمیر فصل کے بعد الف لام کے ساتھ آئے تو وہ حصر کا فائدہ دیتی ہے، یعنی دعا کے علاوہ عبادت نہیں ہے، اور ہر طرح کی عبادت کا اکثر حصہ دعا پر مشتمل ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے دعا میں کسی کو بھی شریک کرنے سے منع کیا ہے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ارشاد فرمایا : ﴿ قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُواْ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٠﴾ ﴾[2]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں۔

---

(۱) مریم:۴۸-۴۹.

(۲) الجن:۲۰.

اور اللہ نے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ وہ شرک کرنے والوں کو معاف نہیں کرتا ہے (۱) ۔ انتہی

میرا کہنا یہ ہے کہ: صرف اللہ تعالی کو پکارنا واجب ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو) (۲) ۔

اگر غیر اللہ سے مانگنا جائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی طرف رہنمائی کرتے اور کہتے کہ: مجھ سے مانگو، مجھ سے طلب کرو، مگر آپ نے ایسا کچھ نہیں کہا حالانکہ وہ وقت، تعلیم کا وقت تھا۔ تو اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ غیر اللہ سے مانگنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہمارا رب ہر رات جس وقت رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، آسمان دنیا پر اترتا ہے ، پھر فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں؟ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں؟) (۳)

حدیث میں غیر اللہ سے مانگنے کی صریح ممانعت آئی ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی پکارتا رہا (اور اسے اللہ کا شریک وہمسر ٹھہراتا رہا) ہو تو وہ جہنم میں داخل ہو گا) (۴) ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:،، قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی، دو کان ہوں گے جو سنیں گے اور ایک

---

(۱) "السیف المسلول علی عابد الرسول" ص ۱۳۱-۱۳۲ اختصار اور تصرف کے ساتھ۔

(۲) اسے ترمذی (۲۵۱۶) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۳) اسے بخاری (۱۱۴۵) اور مسلم (۷۵۸) نے روایت کیا ہے۔

(۴) صحیح بخاری (۴۴۹۷)

زبان ہوگی جو بولے گی، وہ کہے گی: مجھے تین لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے: ہر سرکش ظالم پر، ہر اس آدمی پر جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتا ہو، اور مجسمہ بنانے والوں پر،، (۱)۔

اللہ تعالی کے فرمان: ﴿ يَسْـَٔلُهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝٢٩ ﴾۲ کی تفسیر میں شیخ عبد الرحمن بن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے، وہ نہایت سخی وفیاض ہے، تمام مخلوقات اس کی محتاج ہیں، تمام مخلوقات اپنے زبان حال ومقال سے اپنی ساری ضرورتیں اسی سے طلب کرتی ہیں اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتیں۔ ﴿ يَسْـَٔلُهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ﴾ (ہر روز وہ ایک شان میں ہے)۔ وہ کسی فقیر کو امیر کر دیتا ہے تو کسی کبیدہ خاطر کی دلجوئی فرماتا ہے، کسی قوم کو نوازتا ہے تو کسی قوم کو محروم کر دیتا ہے، کسی کو مارتا تو کسی کو جلاتا ہے، کسی کو عزت دیتا تو کسی کو ذلت سے دوچار کرتا ہے، کوئی بھی کام اسے دوسرے کام سے غافل نہیں کرتا، سوال کی کثرت کی وجہ سے اللہ سے کوئی خطا نہیں ہوتی اور نہ وہ اصرار کے ساتھ مانگنے والوں اور لمبی دعائیں کرنے والوں سے زچ ہوتا ہے، پاک ہے کریم ووہاب پروردگار جس کی نوازشیں زمین وآسمان کی مخلوقات میں عام ہیں، ہر لمحہ اور ہر پل اس کا لطف وکرم تمام مخلوقات کو حاصل ہے، برتر وبالا ہے وہ رب ہے جسے گناہ گاروں کی نافرمانی نوازنے سے نہیں روکتی اور نہ اس کی ذات اور اس کی سخاوت سے نابلد فقیروں کی بے نیازی اسے نوازنے سے روکتی ہے (۳)۔

---

(۱) سنن ترمذی (۲۵۷۴)۔ اس حدیث کو البانی نے صحیح کہا ہے۔

(۲) الرحمن: ۲۹.

(۳) تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان

دنیامیں سفارشی اور واسطہ اختیار کرنے کا شبہہ

کچھ لوگ کہتے ہیں: ہم نافرمان اور گناہ گار ہیں، اللہ کے در سے دور ہیں، ہم بلا کسی واسطے کے اللہ کو پکارنے کے لائق نہیں ہیں، کیوں کہ اگر ہم نے اسے بلا کسی واسطے کے پکارا تو ہم خالی ہاتھ لوٹیں گے، اس لئے ہم کچھ نیک لوگوں کو پکارتے ہیں، جو ہم سے زیادہ اللہ کے قریب ہیں اور اللہ کے حقوق زیادہ ادا کرنے والے ہیں، پھر یہ نیک لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری دعا قبول کرلے، چنانچہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے، اور ہمارے حق میں کی گئی ان کی سفارش کو ان کی عزت افزائی اور دلجوئی کی خاطر اذن قبولیت بخشتا ہے، چنانچہ جب ہمیں اولاد کی ضرورت ہو یا کشادگی رزق کی یا کسی اور چیز کی تو ہم دعا کے لئے ان نیک لوگوں کا رخ کرتے ہیں، اور وہ ہماری دعائیں اللہ کو پہنچاتے ہیں، تو تم ہمیں اس طرح دعا کرنے سے کیوں روکتے ہو جب کہ بندے بھی اس طریقہ کو عام زندگی میں اختیار کئے ہوئے ہیں، جیسے دنیا کے بادشاہوں سے لوگ، بادشاہ کے وزیروں اور قریبیوں کو واسطے بنا کر ہی اپنی ضرورت طلب کرتے ہیں، تو ہم اس طریقہ سے اللہ سے دعا کیوں نہیں کرسکتے؟

اس سوال کا جواب سولہ طرح سے ہے:

پہلا جواب: اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اسے بلا کسی واسطہ کے پکاریں، فرمان باری تعالی ہے:﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ١٨ ﴾

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔ اس لیے اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اللہ نے یہ بتایا کہ غیر اللہ سے لو لگانا ان مشرکوں کا عمل ہے جن کو دعوت دینے کے لیے نبی ﷺ مبعوث کیے گیے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ ﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِۚ قُلۡ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِۚ سُبۡحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ١٨ ﴾

ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالی کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔

سابقہ باب میں تفصیل کے ساتھ ہم نے اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے۔

دوسرا جواب: غیر اللہ سے دعا کرنا شرک اکبر ہے، خواہ اس کا ذریعہ و وسیلہ جو بھی ہو، واسطہ ہو یا کوئی اور ذریعہ، اور دین اسلام اور دیگر تمام ادیان میں یقینی طور پر یہ معلوم بات ہے کہ شرک حرام ہے، اس سے کلی طور پر اسلام کی نفی ہوتی ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

﴿ وَلَقَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ٦٥ بَلِ ٱللَّهَ فَٱعۡبُدۡ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ٦٦ ﴾

ترجمہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا. بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے بنائے اس پر رد کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کہتے ہیں: (ایسا کرنے والا دین حنیف سے ناواقف ہے، اس لئے کہ دین حنیف کے پیروکار عبادت، دعا اور مدد کے لئے اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے نہیں بناتے ہیں، بلکہ وہ اپنے رب سے بلا کسی واسطے کے مناجات،

دعائیں کرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں، اور ہر نماز پڑھنے والا بناواسطے کے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے)[۱]۔

اس مسئلہ پر علماء اسلام کا حتمی اجماع ہے، چاروں فقہی مذاہب وغیرہ کے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ غیر اللہ سے دعا کرنا شرک اکبر اور ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کا باعث ہے، کسی بات پر مسلمانوں کا اجماع، شرعی حجت ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی ،اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے)[۲]۔

غیر اللہ سے دعا کرنا شرک اکبر اور ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کا باعث ہے، اس پر علماء اسلام کا جو اجماع ہے، اس اجماع کو علماء کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جیسے شیخ الاسلام امام ابو العباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ، آپ فرماتے ہیں: (مردہ وغیر موجود خواہ نبی ہو یا کوئی اور، ان سے مانگنا علماء اسلام کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے، نہ اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہ کسی بھی صحابی یا تابعی رحمھم اللہ نے ایسا کیا ہے اور نہ ہی کسی عالم نے اسے مستحسن قرار دیا ہے، اور یہ دین اسلام کی یقینی معلومات میں سے ہے)[۳]۔

آپ نے مزید فرمایا: (کسی بھی عالم نے یہ نہیں کہا ہے کہ جن چیزوں کے لئے اللہ سے فریاد کی جاتی ہے ان چیزوں کے لئے کسی بھی مخلوق سے بھی فریاد کی جاسکتی ہے، نہ کسی نبی سے، نہ بادشاہ ونیکوکار سے اور نہ ہی کسی اور سے فریاد کی جاسکتی ہے، بلکہ دین اسلام میں یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ ایسا کرنا مطلقا

(۱) "الاستغاثۃ فی الرد علی البکری" (۲/۷۷۴-۴۷۸)

(۲) اسے ترمذی (۲۱٦۷) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح حاکم نے اپنے "مستدرک" (۱/۱۱۵-۱۱٦) میں روایت کیا ہے اور اس کے بعد اس قاعدہ پر اہل سنت کا اجماع ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ اسلام کے اہم قواعد میں سے ہے۔

(۳) "الاستغاثۃ فی الردّ علی البکری" ص ۳۳۱

جائز نہیں ہے)(۱)۔

آپ نے مزید فرمایا: (جس کسی نے بھی نبیوں اور فرشتوں کو واسطہ بنایا، ان سے دعائیں کیں، ان پر بھروسہ کیا، نفع پہنچانے اور نقصان دور کرنے کی ان سے فریاد کی جیسے کہ ان سے گناہوں کی بخشش، دل کی ہدایت، مصائب سے گلو خلاصی، فاقہ کشی کا خاتمہ وغیرہ طلب کیا تو مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایسا شخص کافر ہے)(۲)۔

علماء حنابلہ میں سے شیخ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب اپنی کتاب "تیسیر العزیز الحمید" میں احمد ابن تیمیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (ان کی تائید میں کئی لوگوں نے ان سے یہ بات نقل کی ہے، انہی میں سے ابن مفلح ہیں۔ انہوں نے "الفروع" میں اس کا ذکر کیا ہے، کتاب "الانصاف" کے مولف اور کتاب "الغایۃ" کے مصنف، کتاب "الاقناع" کے مولف و شارح نے اس بات کو ذکر کیا ہے اور "القواطع" کے مولف نے "الفروع" کے مولف سے نقل کرتے ہوئے اسے اپنی کتاب میں لکھا ہے)۔
شیخ سلیمان کہتے ہیں : (یہ ایک درست اجماع ہے جو کہ دین میں یقینی طور پر معلوم ہے، چاروں فقہی مذاہب اور دوسرے علماء نے مرتد کے حکم کے بیان میں یہ بات کہی ہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرے وہ کافر ہے، یعنی اگر کوئی اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی کسی بھی نوعیت کی عبادت کرے تو وہ کافر ہے، اور کتاب وسنت اور اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اللہ سے دعائیں کرنا اس کی عبادت کرنا ہی ہے، چنانچہ غیر اللہ سے دعائیں کرنا شرک ہے) شیخ سلیمان رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی (۳)۔

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمان بن حسن نے بھی اس بات پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ غیر اللہ سے دعائیں کرنا شرک اکبر اور ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کا باعث ہے، انہوں نے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ شرک اکبر کا مرتکب کافر ہے، جس کسی نے اللہ کی آیات اور اس

---

(۱) "مجموع الفتاوی" (۱/۱۰۳)

(۲) "مجموع الفتاوی" (۱/۱۲۴)

(۳) "تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید" ص ۴۲۷

کے رسولوں کا انکار کیا اور حجت قائم ہونے اور قابل اعتماد ذریعہ سے خبر پانے کے بعد اللہ کی آیات میں سے کسی بھی چیز کا انکار کیا۔ جیسے کوئی نیکوکار کی عبادت کرے، اللہ کے ساتھ انہیں بھی پکارے، اللہ کی عبودیت والوہیت کے استحقاق میں نیکوکاروں کو شریک کرلے، شیخ نے ذکر کیا ہے کہ ایسے شخص کے کافر ہونے پر اہل علم وایمان کا اجماع ہے، تمام تقلیدی مذاہب کے علماء نے اس مسئلہ کو ایک بڑے باب کے تحت مستقل طور پر ذکر کیا ہے۔ ان ابواب میں غیر اللہ سے دعائیں کرنے کا حکم بیان کیا ہے نیز کن اعمال کی انجام دہی سے انسان مرتد ہو جاتا ہے، ان کو نقل کیا ہے، شرک کے بطلان پر دلائل دیے ہیں، ابن حجر رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر مستقل ایک کتاب بنام "الاعلام بقواطع الاسلام" لکھی ہے (۱)۔

شیخ عبدالرحمان بن قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: (ہمیں نہیں معلوم کہ کفر وارتداد کی کسی بھی قسم پر اتنے نصوص وارد ہوئے ہیں جتنے غیر اللہ سے دعائیں مانگنے کے سلسلے میں آئے ہیں، غیر اللہ سے دعائیں مانگنے سے روکا گیا ہے اور اس پر دھمکایا بھی گیا ہے، ایسا کرنے والے کی تکفیر بھی کی گئی ہے اور انہیں ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنے کی وعید بھی سنائی گئی ہے، کتاب وسنت کے احکام کو ماننے اور اجماع امت کی پیروی کرنے میں آخر کون سی چیز مانع ہے؟ اس مسئلہ پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، کئی اہل علم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، اور بتایا ہے کہ یہ بات دین اسلام میں یقینی طور پر معلوم ہے) (۲)۔

---

(۱) "الدرر السنية" (۱/۴۶۷-۴۶۸)

(۲) "السيف المسلول" ص ۲۴

باب

بغرض افادہ: یہاں اس بارے میں چاروں فقہی مذاہب کے بعض علماء کا کلام نقل کیا جارہاہے کہ غیر اللہ سے دعائیں کرنا شرک ہے۔

احناف کا قول

شیخ محمد بن عابد السندی الحنفی نے اپنی کتاب "طوالع الانوار شرح تنویر الابصار مع الدر المختار" میں لکھاہے کہ: (وہ یہ نہیں کہے گا کہ: (اے فلاں میت، اے فلاں شخص میری ضرورت پوری کر دیں) یا (اپنی ضرورت اللہ سے طلب کریں) یا (اللہ کے پاس میرے سفارشی بن جائیں) بلکہ وہ یوں کہے گا کہ: (اے وہ شخص جس نے اللہ کے حکم میں کسی کو شریک نہ کیا، میری یہ ضرورت پوری کر دیں)۔

شیخ صنع اللہ بن صنع اللہ حلبی حنفی رقم طراز ہیں:

"آج کل مسلمانوں کی کچھ جماعتیں نمودار ہوئی ہیں جن کا دعوی ہے کہ اولیاء کو ان کی زندگی میں اور موت کے بعد بھی تصرفات حاصل رہتے ہیں، مصائب ومشکلات میں ان سے فریاد کی جاسکتی ہے، ان کے ذریعہ تمام ضروریات پوری ہوتی ہیں، چنانچہ وہ ان کی قبروں پر جاتے اور ان سے اپنی ضرورتیں طلب کرتے ہیں، دلیل کے طور پر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بہت سی کرامتیں ہیں!

اس بات میں افراط وتفریط ہے، بلکہ یہ دائمی ہلاکت اور ابدی عذاب کا سبب ہے، کیوں کہ اس سے حقیقی شرک کی بو آتی ہے اور سچی اور معزز کتاب کی مخالفت ہوتی ہے، نیز ائمہ کے عقائد اور اجماعِ امت کی بھی مخالفت ہوتی ہے، قرآن مجید میں آیاہے: ﴿ وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ ﴾

ترجمہ: جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

احناف کے متاخرین علماء اسی کے قائل ہیں جیسے امام احمد سرہندی، امام احمد رومی، شیخ سجان بخش ہندی، محمد بن علی تھانوی، محمد اسماعیل دہلوی، شیخ محمود بن عبد اللہ الآلوسی وغیرہم "(۱)۔

ڈاکٹر شیخ شمس الدین افغانی نے اس سلسلے میں ایک اہم رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے علماء احناف کے اقوال کی روشنی میں قبوری عقائد کے بطلان کو بیان کیا ہے، یہ معلوم بات ہے کہ قبوری حضرات، ان قبروں کے پاس جن کے بارے میں وہ تعظیم کا عقیدہ رکھتے ہیں، زیادہ تر دعائیں ہی کرتے ہیں، شمس الدین افغانی نے اپنے رسالہ کا نام "جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية" رکھا ہے، یہ رسالہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، اسی رسالہ کو لکھ کر انہوں نے پی ایچ ڈی کی سند لی ہے، اس رسالہ میں دکتور نے، قبروں کی پرستش کی ابتدا کب سے ہوئی اور اس عمل کی ترویج واشاعت کے مراحل کو بیان کرنے میں علماء احناف نے جو کوششیں کی ہیں ان کو ذکر کیا ہے، ساتھ ہی قبوری حضرات کے مشرک وبت پرست ہونے اور ان کے عقائد کے بطلان پر علماء احناف کی جو تحقیقی کاوشیں ہیں ان کو بھی بیان کیا ہے۔

قبوری حضرات تقریبا تیس طرح سے قبروں کی پرستش کرتے ہیں، اس بات پر علماء احناف نے ان کو جو وعظ کیا ہے اور ان کے عقائد کے بطلان کو واضح کیا ہے، اس پر دکتور نے علماء احناف کی ایک جماعت کے اقوال کو نقل کیا ہے۔

پھر شیخ نے نیکوکار لوگوں کی قبروں کے ساتھ قبوریوں کی لغو حرکتوں کے چند نمونے نیز علماء احناف نے ان قبوریوں کی حرکات کو باطل قرار دینے کی جو کوششیں کیں ان کو بیان کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو، آپ کے تئیں علم غیب اور کائنات میں تصرف کے اختیار نیز فریادرسوں کی فریاد رسی وغیرہ کے دعوی کو بیان کرکے ان کے بطلان کو واضح کیا ہے، نبی کے علاوہ دوسرے لوگ جیسے عبد القادر جیلانی، رفاعی وبدوی جن کے تئیں وہ ولایت کا عقیدہ رکھتے اور ان کی شان میں غلو کرتے ہیں، اس کی بھی چند مثالیں شیخ نے ذکر کی ہیں (۲)۔

---

(۱) "المجموع المفيد في نقض القبورية ونصرة التوحيد"۔ ڈاکٹر محمد الخمیس۔ ص ۴۱۲-۴۱۸

(۲) مذکورہ کتاب میں دیکھیں: ص ۳۵۳- ۶۶۱ ' نیز دیکھیں: ص ۵۶۳- ۶۸۲ اور دیکھیں: ص ۶۸۳-۸۹۷

غیر اللہ سے دعائیں کرنے کی حرمت کے بارے میں شافعیہ کا کلام:

ابن حجر الشافعی نے "شرح الأربعين النووية" میں لکھا ہے جس نے غیر اللہ سے دعا کی وہ کافر ہے (۱)۔

شیخ احمد بن علی مقریزی مصری شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تمام امتوں کا شرک دو قسم کا ہے: الوہیت میں شرک اور ربوبیت میں شرک۔ تمام مشرکوں میں جو شرک زیادہ پایا جاتا ہے وہ ہے الوہیت وعبادت میں شرک، یہ وہی شرک ہے جس میں بتوں، فرشتوں، جنوں، مشائخ، صالحین اور زندوں اور مردوں کو پوجنے والے مبتلا ہیں، جن کا کہنا ہے کہ: ﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ ﴾

ترجمہ: ہم تو انہیں صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔

تمام آسمانی کتابیں ابتدا سے اخیر تک اس مذہب کو باطل گردانتی، اس کی تردید کرتی اور اس کے پیروکاروں کی مذمت کرتی اور یہ وضاحت کرتی ہیں کہ ایسا کرنے والے اللہ تعالی کے دشمن ہیں۔

ابتدا سے انتہا تک تمام رسول علیہم السلام بھی اس بات پر متفق تھے اور اللہ نے جن قوموں کو بھی ہلاک کیا ان کی ہلاکت کی وجہ یہی تھی کہ وہ شرک کرتے تھے (۲)۔

غیر اللہ سے دعا کرنے کی حرمت سے متعلق حنابلہ کا کلام:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ غیر اللہ سے دعا کرنا شرک اکبر ہے، اس پر اجماع ہے، اس سلسلے میں ان کی مزید وضاحت یہاں ملاحظہ فرمائیں:

"جس نے کسی زندہ شخص کی شان میں یا کسی نیک انسان کی شان میں غلو کیا، اس کے تعلق سے کسی طرح کی الوہیت کا عقیدہ رکھا، مثلا یہ کہے کہ: ہر وہ رزق جو شیخ فلاں کی طرف سے نہ آئے، وہ مجھے نہیں چاہیے، یا جب کوئی بکری ذبح کرے تو یہ کہے: (میرے آقا کے نام سے)، یا اس کا سجدہ کرکے اس کی عبادت

---

(۱) اس قول کو شوکانی نے "الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید" ص ۱۲۱ میں نقل کیا ہے۔

(۲) تجرید التوحید المفید۔ ص ۵۲-۵۳

کرے، یااللہ کو چھوڑ کر اسے پکارے، مثلا یہ کہے: (اے میرے فلاں آقا! مجھے معاف کر، مجھ پر رحم کر، یا میری مدد کر، یا مجھے رزق دے، یا مجھے نصرت اور پناہ سے نواز، یا میں تجھ پر توکل کرتا ہوں، تو ہی میرے لیے کافی ہے، یا میں تیری کفایت میں ہوں) یہ اور اس طرح کے دوسرے اقوال وافعال اللہ کی ربوبیت کی خصوصیات میں سے ہے جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے زیبا نہیں، یہ تمام اقوال وافعال شرک اور گمراہی کے مظاہر ہیں۔ ایسا کرنے والے سے توبہ کرائی جائے گی، اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا، اللہ تعالی نے رسولوں کو اسی لئے مبعوث کیا ہے اور کتابیں بھی اسی مقصد کے لئے بھیجی ہیں کہ ہم صرف اور صرف اللہ کی عبادت کریں جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی معبود نہ ٹھہرائیں "[۱]۔

آپ نے مزید فرمایا: (جو شخص بھی یہ کہے کہ کوئی میت ، خواہ وہ نفیسہ ہو یا کوئی اور، وہ ڈرے ہوئے انسانوں کو پناہ بخشتا ہے اور قیدیوں کو رہائی دیتا ہے، جو کہ ضروریات کی قسم میں سے ہے، تو ایسا کہنے والا شخص گمراہ اور مشرک ہے، کیوں کہ پناہ تو اللہ دیتا ہے اور اللہ کو پناہ دی نہیں جاتی ہے اور ضروریات کے وقت اللہ کو ہی صدق دل وخلوص نیت سے پکارا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " مدارج السالکین " میں شرک کی قسموں کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: (شرک کی قسموں میں یہ بھی شامل ہے کہ مردوں سے ضروریات طلب کی جائیں، ان سے فریاد کی جائے، اور ضرورت طلبی کے لئے ان کا رخ کیا جائے، لوگوں کا اصل شرک یہی ہے، کیوں کہ میت کے عمل کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا ہے، وہ اپنے لئے کسی بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں کجا کہ وہ ان لوگوں کی فریاد رسی کر سکیں جو ان سے فریاد کرتے ہیں اور اپنی ضروریات کے لئے ان کے

---

(۱) "الرسالۃ السنیۃ" ص ۳۹۵

سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں، یا ان کے سامنے اللہ کے حضور سفارش کی عرضی ڈالتے ہیں، ایسا کرنا سفارش طلب کرنے والے اور جن سے طلب کی جاتی ہے دونوں کی نادانی ہے، کیوں کہ اللہ کے حضور سفارش صرف اللہ کی اجازت سے ہی ممکن ہے، اور غیر اللہ سے فریاد کرنے اور دعا کرنے سے اللہ کی اجازت نہیں مل سکتی، اللہ کی اجازت مکمل حامل توحید ہونے سے ہی مل سکتی ہے، مشرک شفاعت کے لئے ایسے ذریعہ کو اختیار کرتا ہے جو اجازت کی راہ میں حائل ہے، یہ جہاں سے مدد ملنا ممکن نہ ہو وہاں سے مدد حاصل کرنا ہے اور ہر مشرک کا یہی حال ہے۔

میت تو خود اس بات کی محتاج ہوتی ہے کہ کوئی اس کے لئے اللہ سے دعا کرے، رحم کی درخواست کرے اور مغفرت طلب کرے، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ نصیحت کی ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے قبروں کی زیارت کریں تو ہم اللہ سے ان کے لئے رحمت کی اور عافیت و مغفرت کی دعا کریں، اس کے برعکس مشرکین جب قبروں کی زیارت کرتے ہیں تو بغرض عبادت کرتے ہیں، ان سے ضروریات طلب کرتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں، مشرکین نے قبروں کو جائے عبادت بنالیا ہے ، اور قبروں کا رخ کرنے کو حج کا نام دے رکھا ہے، قبروں کے پاس ٹھہرنے اور سر منڈوانے کی رسمیں ایجاد کرلی ہیں، معبود برحق کے ساتھ شرک اور دین میں تبدیلی، اہل توحید سے دشمنی، موحدوں پر یہ الزام کہ وہ مردوں کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، جبکہ شرک کرکے انہوں نے خالق کی شان میں گستاخی اور تنقیص کی اور ان موحدین کے ساتھ گستاخی کی جنہوں نے اللہ کے ساتھ ذرا بھی شرک نہ کیا بایں طور کہ ان کی مذمت کی، ان پر عیوب لگایا اور ان سے دشمنی کی، ان مشرکوں نے ان کی شان میں بھی حد درجہ گستاخی کی جن کو انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا، کیوں کہ انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ ان کے اس عمل سے خوش ہیں اور انہوں نے ان کو اس کا حکم دیا ہے اور وہ ان سے اس عمل کی وجہ سے دوستی رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو ہر زمانے میں اور ہر جگہ رسول اور توحید کے دشمن رہے ہیں، تعجب خیز بات ہے کہ ان کی بات پر لبیک کہنے والوں کی بھی کمی نہیں ہے، اللہ کی رحمتیں ہوں خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام پر، انہوں نے دعا کی کہ ﴿وَٱجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ ٱلْأَصْنَامَ ۝٣٥ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ ٱلنَّاسِ﴾۔

ترجمہ: اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا، اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا۔

اس شرک اکبر سے وہی شخص بچ سکا ہے جس نے اللہ کے لئے اپنے توحید کو خالص رکھا، اللہ کی خاطر مشرکین سے دشمنی مول لی، مشرکین کی ناراضگی مول لے کر اللہ سے قربت اختیار کی، صرف اللہ کو اپنا کارساز، معبود و مسجود بنایا، اپنی محبت، خوف، امید، انکساری، بھروسہ، مدد، التجاسب کو صرف ایک اللہ کے لیے خالص رکھا، اللہ کے احکامات کی پیروی کرتے ہوئے اور اس کی رضا کی طلب میں اپنی نیت کو اللہ کے لئے خالص رکھا، جب کچھ مانگا اللہ سے مانگا، جب مدد کی ضرورت پڑی تو اللہ کو پکارا، جب کوئی عمل کیا تو اللہ کی خاطر کیا، اس کا جینا مرنا سب اللہ کے لیے ہوتا ہے)(۱)۔

(امام ابن قیم) رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "إغاثة اللهفان من مصائد الشيطان" میں قبروں کی تعظیم کرنے کی ممانعت پر مشتمل طویل گفتگو کی ہے، مُردوں کی تعظیم اور ان کے تئیں غلو کرنے والوں کی تاریخی حیثیت کو بھی شیخ نے ذکر کیا ہے نیز اس غلو کے مظاہر اور اس کا علاج بھی زیر بحث لایا ہے، اللہ ان پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائے۔

امام ابو الوفا علی بن عقیل حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (جو بھی شخص قبروں کی تعظیم بجا لاتا ہے اور ضروریات کے لئے مُردوں کو پکارتا ہے اور کہتا ہے: اے مشکل کشا! اے آقا عبد القادر! (میرا فلاں کام بنادے) تو ایسا شخص ان کاموں کی وجہ سے کافر ہے، اور جو شخص مُردوں کو پکارتا ہے اور ان سے ضرورت طلب کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے)۔

مزید کہتے ہیں: (جب جاہلوں و بے وقعت لوگوں کو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ شریعت کی تعلیمات سے روگردانی کرکے خود تراشیدہ اعمال بجالانے لگتے ہیں، جب کسی اور کے حکم کی پیروی نہیں کرنی پڑتی ہے تو پھر ان کے لئے آسانی ہوتی ہے، ایسے لوگ قبروں کی تعظیم، ضرورت کے لئے مُردوں کو پکارنے، رقعہ

---

(۱) "مدارج السالکین"۔ منزلۃ التوبۃ۔ ص ۶۰۵

میں یہ لکھنے کہ (اے میرے آقا، میرا فلاں فلاں کام بنادیں)، یالات و منات کے پجاریوں کی طرح درختوں پر دھاگے باندھنے جیسے خود تراشیدہ اعمال کی وجہ سے میرے نزدیک کافر ہیں)[1]۔

شیخ عبد اللہ ابابطین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: (میں نے قاضی ابو یعلی کے تمام فتوؤں کو دیکھا ہے، ان فتوؤں میں ایک فتوی یہ بھی تھا کہ ان سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو (یا محمد، یا علی) پکارتا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ: اس طرح پکارنا جائز نہیں ہے کیوں کہ وہ دونوں مردہ ہیں)[2]۔

غیر اللہ سے دعائیں مانگنے کے سلسلے میں مالکیہ کا کلام:

امام محمد بن احمد قرطبی مالکی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ﴿إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٖ ١٤﴾

ترجمہ: اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، آپ کو کوئی حق تعالی جیسا خبر دار خبریں نہ دے گا۔

یعنی اگر تم مصیبت میں انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے، کیوں کہ وہ جمادات ہیں، دیکھنے اور سننے سے قاصر ہیں، ہر سننے والا بول نہیں سکتا۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے: اگر سن بھی لیں تو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتے۔

یہ معنی بھی بتایا گیا ہے کہ اگر ہم نے انہیں زندگی اور عقل دی ہوتی اور وہ تمہاری دعاوں کو سنتے تو وہ تم سے بڑھ کر اللہ کے فرماں بردار ہوتے، وہ کفر پر تمہیں جواب نہیں دیتے۔

﴿وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ﴾ یعنی وہ اس بات کا انکار کر دیں گے کہ تم نے ان کی عبادت

---

(۱) اس قول کو ابن القیم نے اپنی کتاب "اغاثۃ اللھفان من مصائد الشیطان" ص ۳۶۴-۳۶۵ میں نقل کیا ہے۔

(۲) "تاسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جیس" ص ۱۴۷

کی، اور تم سے براءت کا اظہار کریں گے۔

اس آیت کا اطلاق عقل رکھنے والے معبودوں پر بھی کیا جاسکتا ہے جیسے فرشتے، انبیاء، شیاطین، یعنی تم جو کچھ ان کے ساتھ کرتے ہو اس کے حق اور درست ہونے کا وہ انکار کردیں گے، ساتھ ہی اس بات کا انکار کردیں گے کہ انہوں نے تمہیں اپنی عبادت کا حکم دیا تھا، جیسا کہ عیسی علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنۡ أَقُولَ مَا لَيۡسَ لِي بِحَقٍّۚ ﴾

ترجمہ: مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں۔

اس میں بُت بھی شامل ہیں، یعنی اللہ تعالی انہیں زندہ کرے گا پھر وہ بت اپنے بارے میں خبر دیں گے کہ وہ عبادت کے لائق نہیں۔

﴿ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٖ ﴾ وہ اللہ جلال و قوت والا ہے، یعنی کوئی بھی اللہ کی مخلوق کو اللہ سے زیادہ جاننے والا نہیں، اور اس کے عمل کے بارے میں اس کی طرح کوئی نہیں بتا سکتا۔

علامہ عبد الحمید بن بادیس الجزائری رحمہ اللہ جو کہ متاخرین علماء مالکیہ میں سے ہیں انہوں نے اللہ کے فرمان: ﴿ وَٱلَّذِينَ لَا يَدۡعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ ﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

اس آیت میں توحید کا مزید بیان ہے۔

جس نے غیر اللہ سے دعا کی تو گویا اس نے اس کی عبادت کی۔

قرآن کریم میں ہمیشہ دعا کو عبادت کہا گیا اور عبادت سے ہی تعبیر کیا گیا ہے، کیوں کہ دعا عبادت ہے، چنانچہ پوری عبادت کی تعبیر اس کی ایک قِسم سے کی گئی ہے، اس قسم کو اس لیے اختیار کیا گیا تا کہ اس پوری عبادت کی تعبیر ہو سکے کیوں کہ دعا ہی عبادت کا مغز اور خلاصہ ہے۔ عبادت گزار شخص اللہ کی عزت کے سامنے اپنی ذلت کا، اس کے غنا کے سامنے اپنی کم مائیگی کا، اور اس کی قدرت کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے، اس کی تعظیم بجالاتا اور اس کے سامنے خشوع و خضوع کا اظہار کرتا ہے، اور یہ سب وہ اپنی زبان سے دعا کرکے، اسے پکار کر اور اس سے اپنی ضرورت طلب کرکے کرتا ہے، دعا ان تمام باتوں کا مظہر ہے، اسی لئے وہ عبادت کا مغز ہے، سنت مطہرہ میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دعاہی عبادت ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی: ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ ﴾

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان سرزد ہوچکا ہے کہ تم مجھے پکارو، میں تمہاری پکار سنوں گا۔

[اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ رحمھم اللہ نے روایت کیا ہے]۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دعا عبادت کا مغز (یعنی اس کی جڑ اور نچوڑ) ہے)[1]۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

روایت و درایت اس بات پر متفق ہیں کہ دعا، عبادت ہے، چنانچہ جس نے غیر اللہ سے دعائیں کیں تو اس نے اس کی عبادت کی، اگرچہ غیر اللہ سے دعامانگنے کو وہ عبادت کا نام نہ دے، دعا کو عبادت کہا جائے یا کچھ اور کہا جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، اعتبار تو اسی نام کا ہوگا جو شریعت نے دیا ہے، اور جس کو ہم نے گذشتہ دونوں احادیث میں جانا ہے، کسی اور نام کا اعتبار نہیں ہوگا۔

تنبیہ اور رہنمائی

ہم، لوگوں کو اکثر اس طرح دعا کرتے سنتے ہیں کہ: (اے رب اور اے فلاں شیخ) اور (اے رب اور اے میرے رب کے بندو!) اس طرح دعا کرنا غیر اللہ کو پکارنا ہے، مسلمانو! اس سے بچ کر رہئے، صرف اور صرف اپنے خالق و مالک اللہ کو پکاریئے، شرک کی آلودگی سے بچیئے۔ شیخ کا کلام ختم ہو گیا[2]۔

علامہ مبارک میلی مالکی جزائری رحمہ اللہ جو کہ متاخرین مالکیہ میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "رسالۃ الشرک ومظاھرہ" میں لکھا ہے: غیر اللہ سے دعا کا حکم

غیر اللہ سے دعائیں کرنا واضح شرک اور قبیح کفر ہے، **غیر اللہ سے دعا کرنے کی دو قسم ہے:**

---

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھیں: "ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ" (۳۰۰۳)۔ لیکن اس حدیث کا معنی درست ہے۔

(۲) "مجالس التذکیر من کلام الحکیم الخبیر" ص۲۹۹-۳۰۰

پہلی قسم: اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو بھی پکارا جائے، دعا کرنے والا یوں کہے: (اے میرے رب، اے میرے شیخ، اے میرے رب اور اے میرے بزرگ، اے اللہ اور اے اللہ کے بندو، اے اللہ اے شیخ عبد القادر) میں نے لوگوں کو اکثر کہتے سنا ہے کہ وہ کسی کسی کو اکثر اس طرح سے دعا کرتے ہوئے سنتے ہیں :(اے میرے رب، اے میرے آقا یوسف! مجھے معاف کر دیں۔۔۔

دعا کی اس قسم کو شرک کہنا بالکل واضح ہے، اس لئے کہ دعا کرنے والے نے اللہ پر غیر اللہ کو واو ثابت یا واو محذوف کے ذریعے عطف کر دیا، اور واو عطف، بعد والے کو پہلے کے حکم میں شامل کر دیتا ہے، اور یہاں پہ مشترک حکم عبادتِ دعا ہے۔

دوسری قسم: اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارا جائے، جیسے کوئی یوں کہے:... (اے نیک لوگوں کی جماعت)(۱)۔ شیخ رحمہ اللہ کی بات مکمل ہو گئی۔

آپ نے مزید لکھا ہے: قرآن کریم کی سخت ممانعت اور حدیث کی پر زور تنبیہ کے باوجود مسلمانوں میں غیر اللہ کو پکارنے کا رواج عام ہو گیا ہے، یہاں تک کہ جاہل و احمق لوگ صرف اللہ کو پکارنے کی بجائے غیر اللہ سے دعائیں کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، بہت سی حکایتیں اور واہیات قصے اس کے شاہد ہیں جن کا ذکر کرنا مشکل اور باعثِ اکتاہٹ ہے(۲)۔

علامہ تقی الدین ہلالی مالکی رحمہ اللہ جو کہ متاخرین مالکیہ میں سے ہیں انہوں نے اپنی کتاب "الهدية الهادية إلى الطائفة التجانية" میں لکھا ہے:

باتوفیق قارئین! آپ پر یہ بات عیاں ہو گئی کہ مدد کے لئے گوہار لگانا، دعا ہے، اور دعا عبادت کا مغز ہے، تو جس نے غیر اللہ سے مدد کی گوہار لگائی تو اس نے شرک کیا اور اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت کی، جس نے یہ گمان کیا کہ وہ بذات خود یا کوئی دوسری مخلوق کسی فریادرس کی فریادرسی کرنے، بے قرار کی

---

(۱) رسالۃ الشرک ومظاہرہ ص۲۸۱-۲۸۲

(۲) رسالۃ الشرک ومظاہرہ ص۲۸۶

دعا سننے اور اس کی مصیبت کو دور کرنے اور لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنانے پر قادر ہے تو قرآن وسنت کے نصوص کے مطابق ایسے شخص نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بنالئے ہیں، سورہ نمل کی ان آیات کو دیکھیں:﴿ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾ ﴾

ترجمہ: اور ان پر ایک (خاص قسم) کی بارش برسادی، پس ان دھمکائے ہوئے لوگوں پر بری بارش ہوئی. تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اگا دیے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ ہٹ جاتے ہیں (سیدھی راہ سے)۔ کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی

رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں؟ ان سب سے اللہ بلند وبالاتر ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔

ان آیات میں اللہ تعالی نے ان امور کو بیان کیا ہے جن پر صرف اللہ تعالی ہی قادر ہے، ان امور میں لاچار کی دعاسن کر اس کی پریشانی کا مداوا کرنا، دنیوی اقتدار سونپنا، خشکی وتری کی تاریکیوں میں رہنمائی کرنا اور ہوا چلانا شامل ہیں، اگر کسی شخص نے ان امور کا انتساب کسی مخلوق کی جانب کیا کہ وہ مخلوق بنا اسباب اختیار کیے ان امور کی انجام دہی پر قادر ہے تو اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش کی۔

یہ جان رکھیں کہ ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ کی ربوبیت، عبادت اور اسماء وصفات میں توحید کو بجالائے، یہ تینوں توحید کی قسمیں ہیں، جس کا عقیدہ ان سے عاری ہو یا ان میں سے کسی ایک قسم کی توحید سے عاری ہو تو ایسا شخص کافر ہے(1)۔

علامہ شیخ مفسر محمد امین بن محمد مختار الشنقیطی رحمہ اللہ جن کا شمار متاخرین مالکیہ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اللہ کے فرمان کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿١١٧﴾ ﴾

ترجمہ: جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔

سب سے بڑے کافر وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ ایسے معبود کو پکارتے ہیں جس کے معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اللہ نے ایسے لوگوں کے لئے کامیابی کی نفی کی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہلاک ہونے

(۱) "الهدية الهادية إلى الطائفة التجانية" ص ٦١

والے اور جہنمی ہیں، اللہ تعالی نے بہت ساری آیات میں غیر اللہ کی پرستش کرنے پر دھمکی دی ہے،
ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَلَا تَجۡعَلُواْ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۖ إِنِّي لَكُم مِّنۡهُ نَذِيرٞ مُّبِينٞ ۝٥١ ﴾

ترجمہ: اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہراؤ۔ بیشک میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔

اور اللہ پاک کا فرمان ہے:﴿ وَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ كُلُّ شَيۡءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجۡهَهُۥۚ لَهُ ٱلۡحُكۡمُ وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ۝٨٨ ﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا۔ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اسی کا منہ (اور ذات)۔ اسی کے لیے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

مزید ارشاد ربانی ہے:﴿ لَّا تَجۡعَلۡ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُومٗا مَّخۡذُولٗا ۝٢٢ ﴾

ترجمہ: اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہرا کہ آخرش تو برے حال و بے کس ہو کر بیٹھ رہے گا۔

شیخ نے سورہ حجرات کی دوسری آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: (جان لیجئے کہ اللہ کے جو خاص حقوق ہیں وہ ربوبیت کے حقوق ہیں، جب ایسی پریشانیاں بندے کو درپیش ہوتی ہیں جن پریشانیوں کو اللہ کے سوا کوئی دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے تو بندے اللہ کا ہی رخ کرتے ہیں، لاچار انسان، پریشانیوں نے جسے ہر جانب سے گھیر لیا ہو اور مصائب زمانہ کا وہ شکار ہو گیا ہو اس کے لئے اللہ کے سوا کسی اور سے فریاد کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ ربوبیت کی خصوصیات میں سے ہے، اس حقِ ربوبیت کو صرف اللہ کے لئے اختیار کرنا اور اللہ کے لئے اپنی نیت کو خالص رکھنا عین اطاعت الہی اور اس کی خوشنودی کا باعث، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی خوشنودی کا ذریعہ ہے، ایسا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم بجالانے کے مترادف ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عظیم اتباع اور پیروی یہی ہے کہ توحید کو خالص رکھا جائے اور صرف اور صرف اللہ کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ لاچار اور مصیبت کے مارے

بندوں کا مصیبت و پریشانی کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرنا، اللہ تعالی کی ربوبیت کی خصوصیات میں سے ہے۔انتھی (۱)۔

چاروں فقہی مذاہب کے علماء کے اقوال یہیں پر ختم ہوتے ہیں۔

وہ علماء جو کسی خاص مسلک کی طرف نسبت نہیں رکھتے، ان میں سے کئی ایک نے واضح طور پر کہا ہے کہ غیر اللہ سے دعائیں کرنا حرام ہے، امام محمد بن علی شوکانی نے اپنی کتاب "الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید" میں لکھا ہے کہ: (یہ جان لیں کہ یہ انتہائی گھٹیا اور بری بات ہے کہ- مجرد وسیلہ اور قابل شفاعت لوگوں سے شفاعت چاہنے کے علاوہ- بہت سے عام لوگ اور کچھ خاص لوگ بھی مُردوں اور زندہ نیکوکار لوگوں کے تیئں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ان چیزوں پر قادر ہیں جن پر اللہ کے سوا کوئی دوسرا قادر نہیں، اور وہ ان امور کو انجام دیتے ہیں جن کو اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا، ان کے دل کی باتیں ان کی زبان پر آگئیں، چنانچہ وہ معبودان باطلہ کو کبھی تو اللہ کے ساتھ پکارنے لگے اور کبھی صرف انہیں ہی پکارنے لگے اور ان کے ناموں کا باآواز بلند ورد کرنے لگے، ان کی ویسی ہی تعظیم بجالانے لگے جیسی تعظیم نفع ونقصان کے مالک اللہ کی ہونی چاہیے، نماز میں رب تعالی کے حضور کھڑے ہو کر اور اس کے سامنے دست سوال دراز کرتے وقت جو انکساری ہونی چاہیے اس سے بڑھ کر انکساری وہ غیر اللہ کے لئے بجالانے لگے، اگر یہ امور شرک نہیں ہیں تو پھر ہمیں نہیں معلوم کہ شرک کس چیز کا نام ہے، اگر یہ امور کافرانہ نہیں ہیں تو پھر یوں سمجھ لیجئے کہ دنیا میں کفر ہے ہی نہیں)(۲)۔انتھی۔

سماحۃ الشیخ امام عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں ایک جامع و عمدہ بات کہی ہے، میں اسی بات سے اس باب کو ختم کرتا ہوں کہ:

بے شک دعا، اہم اور جامع عبادت ہے، ضروری ہے کہ اس عبادت کو صرف اللہ کے لئے بجالایا جائے،

---

(۱)"أضواء البیان"۔ تفسیر سورۃ الحجرات

(۲)ص ۲۲-۲۳۔ تحقیق: محمد علی الحلبی

ارشاد باری تعالی ہے:﴿ فَٱدۡعُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡكَٰفِرُونَ ١٤ ﴾

ترجمہ: تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لئے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں ۔

اور فرمایا:﴿ وَأَنَّ ٱلۡمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدۡعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدٗا ١٨ ﴾

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

یہ حکم انبیاء وغیر انبیاء سب کے لئے یکساں ہے، کیوں کہ لفظ "احدا" نکرہ ہے اور اس سے پہلے فعل نہی ہے، اسی لئے یہ اللہ کے سوا ہر مخلوق اور ہر شئے کے لئے ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَلَا تَدۡعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ﴾

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا ہے، حالاں کہ یہ معلوم بات ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک سے بچا رکھا تھا، دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے اوروں کو ڈرایا گیا ہے، پھر ارشاد فرمایا:﴿ فَإِن فَعَلۡتَ فَإِنَّكَ إِذٗا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾

ترجمہ: پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اگر اولاد آدم کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرک کرنے کی وجہ سے ظالم ہو سکتے تھے تو پھر ہما شما کا کیا شمار؟ جب ظلم عبادت کے سیاق میں بولا جائے تو اس سے مراد شرک اکبر ہوا کرتا ہے، ارشاد ہے:

﴿وَٱلۡكَٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾

ترجمہ: اور کافر ہی ظالم ہیں۔

مزید فرمایا: ﴿إِنَّ ٱلشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٞ﴾

ترجمہ: بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

ان مذکورہ آیات اور اس معانی کی دوسری آیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ غیر اللہ جیسے مردے، پتھر، درخت، بت وغیرہ کو پکارنا شرک ہے، نیز ایسا کرنا جن وانس کی مقصد تخلیق کے منافی اور انبیاء وکتابوں

کی تعلیمات کے خلاف ہے، لا الہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، یہ کلمہ غیر اللہ کے لئے عبادت کی نفی کرتا اور صرف اللہ کے لئے اس کو ثابت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ هُوَ ٱلْبَٰطِلُ﴾

ترجمہ: یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

یہ عقیدہ دین کی اصل اور اس کی بنیاد ہے، اس بنیادی عقیدہ کی درستگی کے بعد ہی دوسری عبادتیں درست ہوں گی، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾

ترجمہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جاے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جاے گا۔

اور فرمایا:﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴾

ترجمہ: اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔

دین اسلام کی بنیاد دو اہم اور عظیم عقیدہ پر ہے، ان میں سے پہلا عقیدہ یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کی جاے، اور دوسرا یہ ہے کہ اللہ کی عبادت شریعت محمدی کے مطابق کی جاے، شہادت یعنی لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ کا یہی معنی ہے، تو جس شخص نے مردوں کو خواہ وہ انبیاء کو یا کسی اور کو پکارے، یا بتوں اور درختوں اور پتھر یا کسی دوسری مخلوقات کو پکارے، ان سے مدد طلب کرے، جانور ذبح کرکے، نذر مان کر، ان کے لئے نمازیں پڑھ کر اور سجدے کرکے ان معبودان باطلہ کی قربت حاصل کرے تو اس نے غیر اللہ کو رب اور اللہ کا شریک بنالیاہے۔

یہ امور دین کی بنیاد کے خلاف اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت کے منافی ہیں، اسی طرح جن امور کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے ان امور کو دین میں ایجاد کرنے والوں نے کلمہ محمد رسول اللہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾ ﴾

ترجمہ: اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔

اس آیت میں جن اعمال کا ذکر ہے ان سے مراد مشرکین وبدعتیوں کے اعمال ہیں، اللہ نے چوں کہ ان اعمال کی اجازت نہیں دی ہے اور نہ ہی یہ اعمال شریعت مطہرہ کے موافق ہیں اس لئے بروز قیامت یہ اعمال رائیگاں ہو جائیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جس نے ہمارے دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالی جو دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔[متفق علیہ]۔

شیخ ابن باز مزید فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے اس سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اور جو اس سے دعا کرے اس کے لئے دعا کی قبولیت کا وعدہ کیا ہے، اور جو دعا سے خودسری اختیار کرے اسے جہنم کی وعید بھی سنائی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِي سَيَدۡخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ ﴾

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ دعا، عبادت ہے، اور جو شخص دعا کرنے سے خودسری اختیار کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب اللہ سے دعا کرنے میں خودسری اختیار کرنے والوں کا یہ حال ہے تو اس شخص کا انجام کیا ہوگا جو غیر اللہ سے دعائیں کرتا ہے یا اللہ سے دعا مانگنے سے اعراض برتتا ہے؟

اللہ سبحانہ و تعالی قریب و مجیب، ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌۖ أُجِيبُ دَعۡوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِۖ فَلۡيَسۡتَجِيبُواْ لِي وَلۡيُؤۡمِنُواْ بِي لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ ﴾

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ دعا عبادت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو توصرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو توصرف اللہ سے مدد طلب کرو)۔ [اس حدیث کو امام ترمذی اور دوسرے محدثین نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے]۔

مزید ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: (جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی پکارتا رہا (اللہ کا شریک وہمسر ٹھہراتا رہا) ہو تو وہ جہنم میں داخل گا)۔

صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے)[1]۔

ند، نظیر اور ہم مثل کو کہتے ہیں۔

لہذا ہر وہ شخص جو غیر اللہ کو پکارتا ہے، غیر اللہ سے مدد کا طالب ہوتا ہے، یا غیر اللہ کے لئے نذر، ذبح، یا مذکورہ عبادتوں کے علاوہ کوئی دوسری عبادت بجالاتا ہے تو اس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرالیا، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ نبی کے لئے عبادتیں بجالاتا ہے یا کسی ولی، فرشتے، جن یا بُت یا کسی دوسری مخلوقات کے سامنے جبین نیاز خم کرتا ہے۔

رہی بات ایسے شخص سے کچھ مانگنے کی جو زندہ بھی ہو اور حاضر بھی، اور جو چیز اس سے مانگی جارہی ہے اس کو دینے پر قادر بھی، اسی طرح ظاہری معاملات میں اس کی استطاعت کے بقدر اس سے مدد مانگی جائے تو یہ شرک نہیں ہے، بلکہ یہ مسلمانوں کے درمیان رائج اور معروف امور میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے قصے میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿ فَٱسۡتَغَٰثَهُ ٱلَّذِي مِن شِيعَتِهِۦ عَلَى ٱلَّذِي مِنۡ عَدُوِّهِۦ ﴾

---

(۱) صحیح بخاری (۶۱۷۷۴)۔ صحیح مسلم (۸۶)۔ راوی حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ترجمہ: اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس سے فریاد کی۔
موسی علیہ السلام ہی کے قصہ کو ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا:﴿ فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَتَرَقَّبُ ﴾
ترجمہ: چنانچہ موسیٰ (علیہ السلام) وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے۔
انسان اپنے ساتھیوں سے جنگ میں اور دوسرے پیش آمدہ مسائل میں مدد کا خواہاں ہوتا ہے اور انسان ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔
اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں تک یہ پیغام پہنچادیں کہ آپ کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں، اللہ تعالی نے سورہ جن میں ارشاد فرمایا:﴿ قُلۡ إِنَّمَآ أَدۡعُواْ رَبِّي وَلَآ أُشۡرِكُ بِهِۦٓ أَحَدٗا ۝٢٠ قُلۡ إِنِّي لَآ أَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرّٗا وَلَا رَشَدٗا ۝٢١ ﴾
ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں۔
اللہ تعالی نے سورہ اعراف میں ارشاد فرمایا:﴿ قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعٗا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُۚ إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٞ وَبَشِيرٞ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ۝١٨٨ ﴾
ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔
اس مفہوم کی بہت سی آیتیں ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے رب کو پکارتے تھے، اسی سے فریاد کرتے تھے، غزوہ بدر کے دن آپ اللہ سے مدد طلب کررہے تھے، دشمنوں پر غلبہ کی فریاد کرتے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے اللہ سے کہتے جارہے تھے کہ: (اے اللہ! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کردے) ۔ آپ کی حالت کو

دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: (اے اللہ کے رسول! بس کر دیں، اللہ نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے اسے ضرور پورا کرے گا)، اسی سیاق میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝٩ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝١٠ ﴾

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔ اور یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمنان قلب کے لئے ہے، ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ نے یہ بتایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے مدد کی فریاد کی تھی اور اللہ نے آپ کی دعا قبول کی اور فرشتوں کے ذریعے آپ کی مدد کی، پھر اللہ نے یہ واضح کیا ہے کہ مدد فرشتوں کی جانب سے نہیں تھی بلکہ فرشتوں کی مدد اللہ نے آپ کو فتح کی خوشخبری دینے اور آپ کے اطمنان کی خاطر نازل کی تھی، اور مدد تو بس اللہ کی طرف سے تھی، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ﴾

ترجمہ: مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝١٢٣ ﴾

ترجمہ: جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے، اس لئے اللہ ہی سے ڈرو! (نہ کہ کسی اور سے) تاکہ تمہیں شکر گزاری کی توفیق ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں کی مدد کرنے والا، اللہ تھا، معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جو ہتھیار اور قوت دی گئی اور فرشتوں سے جو ان کی مدد کی گئی تو یہ سب بس مدد، فتح کی بشارت اور اطمنان کے لئے تھیں، لیکن فتح ان اسباب کی بنا پر نہیں تھی بلکہ فتح اللہ کی جانب سے تھی، شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی بات مکمل ہو گئی۔

راقم سطور کا کہنا ہے: اللہ تعالی مخلص اہل علم کو بہتر بدلہ دے کہ انہوں نے لوگوں کے سامنے دین کی بنیاد یعنی توحید عبادت کو کھول کھول کر بیان کر دیا، شیخ عبد الرحمان بن محمد بن قاسم اپنی کتاب "الدرر السنية من الفتاوى النجدية" کے مقدمہ میں مخلص علماء کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں: ہر زمانے اور ہر جگہ کے علماء نے مسئلہ توحید کے اصول و فروع پر دین و شریعت اور علماء کے اقوال کی حفاظت کی غرض سے بے شمار کتابیں لکھی ہیں، تاکہ بعد کے لوگ پہلے کے لوگوں کی طرح علم و عمل اور احکام شریعت کی پاسداری کرنے والے اور لوگوں کو شریعت کا پابند بنانے والے ہوں، لوگوں کے لئے توحید کی ضرورت ہر ضرورت سے بڑی ہے، اگر علماء نے مسئلہ توحید کے تیئں اس قدر اہتمام نہ کیا ہوتا تو ہمارے دین کا حال بھی دوسرے ادیان جیسا ہو جاتا، کیوں کہ ہر زمانے میں ایسے لوگ رہے ہیں جو بغیر علم کے گفتگو کرتے ہیں اور بغیر سمجھ بوجھ کے رائے زنی کرتے ہیں۔ (۱) ۔

تیسرا جواب: بندے کا اپنے اور اپنے رب کے درمیان واسطے اور وسیلے بنانا ہو بہو ان مشرکین مکہ کا عمل ہے جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے تھے، ان کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

یعنی جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر معبود بنا رکھے اور ان کو پکارا کرتے ہیں وہ اپنے اس عمل کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ ایسا بس اللہ کی قربت کے لئے کرتے ہیں، ابن جریر و ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

اور ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ﴾

---

(۱) "الدرر السنية" (۱/۲۱)

ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی ان مشرکین پر نکیر کر رہا ہے جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودان باطلہ کی پرستش کرتے ہیں، اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ان معبودوں کی شفاعت اللہ کے حضور انہیں فائدہ پہنچائے گی، اللہ تعالی بتارہا ہے کہ وہ معبود انہیں نفع و نقصان نہیں پہنچاسکتے، نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں، اور ان کی پرستش کرنے والے ان کے تئیں جو غلط گمان میں رہا کرتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی چیز ہونے والی نہیں ہے اور نہ ابد الآباد تک ایسا کچھ ہو سکتا ہے، اسی لئے فرمان باری تعالی ہے:﴿قُلْ أَتُنَبِّئُونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

چوتھا جواب: اگر اللہ تعالی بندوں کے لئے اس بات کو پسند کرتا کہ بندے اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے و وسیلے بنائیں تو اس بات سے قرآن و سنت کے صفحات پر ہوتے، کیوں کہ عبادتوں میں عبادت دعا کا اہم مقام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبولیت دعا کے لئے شرعی وسائل جیسے افضل وقت، افضل جگہ اور افضل حالات کا ذکر کیا ہے مگر کہیں بھی آپ سے یہ منقول نہیں ہے کہ نیک لوگوں کو اللہ اور بندے کے درمیان وسیلہ بنایا جائے، یہ تو معلوم بات ہے کہ قرآن میں ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امت کو ہر بات سکھائی ہے یہاں تک کہ قضاء حاجت کے آداب تک سکھائے ہیں، صحابہ کرام نے آپ سے دین کی تعلیم حاصل کی جیسا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم سے رخصت ہوئے تو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اس قدر علم بیان فرمایا کہ) آسمانی فضا میں ایک پرندہ جو اپنے پروں کو حرکت دیتا ہے (وہ کیسے حرکت دیتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا علم بھی ہمیں بتا دیا تھا)(۱)۔

پھر عبادت کے بارے میں آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ہدایت - اور آپ کی ہدایت روئے زمین کی سب سے اچھی ہدایت ہے - حدیث اور سیرت کی کتابوں میں محفوظ کر دی گئی، ان کتابوں میں کہیں بھی کوئی ایسی بات منقول نہیں ہے جو دعا میں نیک لوگوں کو وسیلہ بنانے پر ابھارتی ہو بلکہ احادیث کلی طور پر اس کے خلاف ہیں، کتاب وسنت قطعی طور پر غیر اللہ سے دعائیں مانگنے سے منع کرتی ہیں خواہ غیر اللہ سے دعائیں کسی بھی ذریعہ سے کی جائیں، اور جو لوگ غیر اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں ان کو قرآن وسنت میں کافر کہا گیا ہے۔ اللہ کی پناہ۔ ابتداء کتاب میں اس مسئلہ پر کچھ دلیلیں ذکر کی جا چکی ہیں۔

پانچواں جواب: اگر اللہ اور بندے کے درمیان وسیلے بنانا جائز ہوتا تو اس کام کو صحابہ کرام ضرور انجام دیتے، کیوں کہ صحابہ کرام دوسرے لوگوں کی بنسبت خیر کے کاموں کے زیادہ حریص ہوتے تھے، تابعین اور اتباع تابعین بھی ضرور اس کام کو انجام دیتے، ابتدا کی تین افضل صدی کے لوگ بھی اسے ضرور کرتے، جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے: (بہتر لوگ میری صدی کے ہیں، پھر وہ جو ان سے نزدیک ہیں، پھر وہ جو ان سے نزدیک ہیں)(۲)۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، صحابہ کرام اور تابعین عظام پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، پریشانیوں نے ان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا، کئی دفعہ انہیں قحط سالی سے دوچار ہونا پڑا لیکن ان کے بارے میں کچھ بھی ایسا منقول نہیں کہ انہوں نے برے حالات میں واسطے بنائے ہوں، اور اللہ کے پاس ان مصائب سے نجات کی سفارش کے لئے غیر اللہ کی قربت حاصل کی ہو، نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی کبار صحابہ میں سے کسی نے ایسا کیا، اور یہ معلوم بات ہے کہ جو امور ابتداء کی تین افضل صدیوں میں دین کا حصہ نہیں رہے وہ بعد کے ادوار میں بھی دین نہیں ہو سکتے۔

---

(۱) اس حدیث کو احمد (۵/ ۱۵۳-۱۶۳) نے روایت کیا ہے اور المسند کے محققین نے اسے حسن کہا ہے۔

(۲) صحیح بخاری (۲۶۵۳)۔ صحیح مسلم (۲۵۳۳)۔ راوی حدیث: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

چھٹا جواب : غیر اللہ سے دعائیں مانگنا باطل ہے اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ بس خوش حالی میں ہی انہیں پکارتے ہیں، پریشانی جب حد سے بڑھی ہو تو پھر وہ غیر اللہ کو پکارنا بھول جاتے ہیں، واسطے اور وسیلے اختیار کرنے کے بطلان کی یہ فطری دلیل ہے، اگر غیر اللہ سے دعائیں کرنا سود مند اور حق کام ہوتا تو مشرکین تنگی و آسانی ہر دو حالت میں انہیں پکارتے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ ﴾

ترجمہ: پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

مزید فرمایا:﴿ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَىٰكُمْ عَذَابُ ٱللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ ٱلسَّاعَةُ أَغَيْرَ ٱللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَآءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ ﴾

ترجمہ: آپ کہیے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہنچے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے۔ اگر تم سچے ہو۔ بلکہ خاص اسی کو پکارو گے، پھر جس کے لئے تم پکارو گے اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے اور جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے۔

حضرت عکرمہ نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور یہی بات ان کے اسلام لانے کا سبب بنی، ابن سعد نے "الطبقات الکبریٰ" میں حضرت عکرمہ بن ابو جہل کی سوانح میں لکھا ہے کہ: فتح مکہ کے دن حضرت عکرمہ بن ابو جہل، مکہ سے بھاگ کر کشتی پر سوار ہوئے، اور کشتی سمندر میں ہچکولے کھانے لگی تو ملاح، اللہ کو پکارنے لگے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے لگے، حضرت عکرمہ نے اس صورت حال کو دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ ملاحوں نے کہا: اس جگہ پر اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا ہے، حضرت عکرمہ نے کہا: اللہ تو وہی ہے جس کی طرف محمد ہمیں بلاتے ہیں، چلو ہمارے ساتھ، وہ واپس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

میں کہتا ہوں: یہ تو زمانہ جاہلیت کے مشرکین کا عمل ہے کہ وہ تنگی اور پریشانی میں صرف اللہ کو پکارتے تھے اور آسانی میں اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو بھی پکارتے تھے، لیکن دور حاضر کے وہ مشرکین

جو اسلام سے جھوٹی نسبت رکھتے ہیں وہ نہ صرف آسانی اور خوشحالی میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں بلکہ سختی میں ان کا شرک مزید بڑھ جاتا ہے، اگر کوئی ان قبروں پر جائے جن کی لوگ تعظیم بجالاتے ہیں اور پھر وہ وہاں آنے والے لوگوں کی مُردوں سے دعا، اور مُردوں کے سامنے پیش کی جانے والی تکلیف اور پریشانی کا شکوہ سنے تو اسے میری بات کی سچائی کا پتہ چل جائے گا۔ اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

ساتواں جواب: اللہ اور بندے کے درمیان واسطے اور وسیلے اختیار کرنے کے بطلان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ لغوی اور شرعی اعتبار سے شفاعت طلب کرنے اور وسیلہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے اس کے ساتھ مل جانے کی گزارش کرے تاکہ وہ دوسرا شخص کسی تیسرے شخص سے کوئی ضرورت پوری کرانے کا ذریعہ بن جائے۔ قبروں کے پجاری بالکل اس کے برعکس کرتے ہیں، وہ جنہیں واسطہ بناتے ہیں ان سے ہی اپنی ضرورت طلب کرتے ہیں، کوئی مردہ سے اولاد مانگتا ہے تو کوئی مدد مانگتا ہے اور کوئی اس سے شفا مانگتا ہے، کوئی دشمن پر غلبہ چاہتا ہے ، قبروں کے پجاریوں نے وسیلہ کو اس کے قائم مقام کر دیا ہے جو بذات خود ضرورتیں پوری کرتا ہے، اور یہ شرعی اور عقلی دونوں اعتبار سے اس کے باطل ہونے کی دلیل ہے، اگر انہیں شفاعت کا معنی معلوم ہوتا تو پہلا شخص دوسرے شخص کے پاس جاکر یہ کہتا کہ وہ اللہ سے دعا کرے کہ اللہ اس کی ضرورتوں کو بآسانی پوری کر دے۔ وہ اس سے ہی ضرورتوں کو پوری کرنے کی دعا نہیں کرتا، یہ باتیں اس صورت حال کے لیے ہیں جب کہ جس شخص سے سفارش طلب کی جارہی ہو وہ زندہ بھی ہو، حاضر بھی ہو اور سفارش کرنے پر قادر بھی ہو، نہ کہ وہ شخص جو مردہ ہو، غیر موجود اور عاجز ہو۔

آٹھواں جواب: دعا میں واسطے و وسیلے کے بطلان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مردوں کے نیک ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں وسیلہ بنا لیا جائے، کیوں کہ انسان کی صالحیت، استقامت اور اللہ سے اس کی قربت کا فائدہ صرف اسی کو مل سکتا ہے اور جو شخص اسے وسیلہ بنائے ، اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ مَّنۡ عَمِلَ صَٰلِحٗا فَلِنَفۡسِهِۦۖ ﴾

ترجمہ: جو شخص نیک عمل کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے کرے گا۔

اگر وہ شخص اللہ سے زیادہ قریب ہے اور اس کا مقام آپ سے زیادہ ہے تو اللہ تعالی اسے آپ کے مقابلے میں زیادہ اجر و ثواب سے نوازے گا، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اگر آپ اسے پکاریں گے تو اللہ تعالی اس سے دعا کرنے کی وجہ سے آپ کی ضرورت اس سے بہتر انداز میں پوری کرے گا جو اللہ تعالی بلا واسطہ دعا کرنے سے پوری کرتا ہے (١)۔

اسی طرح اگر انسان کی صالحیت سے اس کی زندگی میں یا اس کی وفات کے بعد صرف اس کو وسیلہ بنانے سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وضاحت ضرور فرما دیتے، کیوں کہ آپ نے دین پورے طور پر پہنچا دیا اور امت کے ساتھ نصح و خیر خواہی کی۔

نواں جواب: اللہ تعالی کو دنیاوی بادشاہوں پر قیاس کرنا- جیسا کہ شبہہ میں کیا گیا- چھ وجہوں سے باطل ہے: علم، تدبیر، غنی و بے نیازی، ملک و بادشاہت، رحمت اور قدرت۔ ذیل میں ان کی وضاحت کی جارہی ہے۔

علم کی وجہ سے: دنیا کے بادشاہوں کے لیے واسطے بنانے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کیوں کہ وہ ان واسطوں کے ذریعے ہی لوگوں کی ضروریات کو جان سکتے ہیں، اور اسی لئے وہ واسطے بناتے بھی ہیں، اللہ تعالی تو بنا اطلاع دینے والے واسطے کے ہی سب کچھ جانتا ہے، وہ پاک ذات ہر پوشیدہ و مخفی چیز سے واقف ہے، زمین و آسمان کی کوئی چھپی ہوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے، وہ مختلف طرح کی ضرورتوں کو الگ الگ زبانوں میں اور طرح طرح کی آوازمیں سنتا ہے، ایک بات کو سنتے ہوئے وہ دوسری بات کو سننے سے عاجز نہیں رہتا، مسائل کی بہتات سے وہ غلطی نہیں کرتا، پکارنے والوں کی الحاح وزاریوں سے وہ اکتاتا نہیں ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَآ إِلَّا هُوَۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِۚ وَمَا تَسۡقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٖ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلۡأَرۡضِ وَلَا رَطۡبٖ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ ﴿٥٩﴾ ﴾

---

(١) دیکھیں: "شفاء الصدور فی زیارۃ المشاھد والقبور" (١١٧-١١٨)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں، (خزانے) ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے۔ اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔

تدبیر کی وجہ سے: دنیا کے بادشاہ اپنے کارندوں کے بغیر اپنی رعایا کے امور کی تدبیر اور ان کی ضروریات کی تکمیل سے قاصر ہوتے ہیں لہذا وہ واسطے بناتے ہیں، اللہ سبحانہ و تعالی تو زمین و آسمان کو قائم کرنے والا ہے، تمام معاملات اس کے اختیار میں ہیں، ہر چیز کی کنجی اس کے ہاتھ میں ہے، قوت والا، مضبوط اور جبار ہے، اسے کسی بھی مدد گار کی چنداں ضرورت نہیں ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَقُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ وَلِىٌّ مِّنَ ٱلذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًۢا ﴿١١١﴾ ﴾

ترجمہ: اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

غنی و بے نیازی کی وجہ سے: دنیا کے بادشاہ واسطے کی سفارش نہ چاہتے ہوئے اور طبیعت پر گراں گزرتے ہوئے بھی اضطراری طور پر قبول کرتے ہیں، کیوں کہ بادشاہوں کو ان لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے یا پھر ان کی دلجوئی مقصود ہوتی ہے، یا پھر ان کی اطاعت کے کم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے یا یہ خوف کہ کہیں وہ بدعہدی نہ کر دیں، یا کبھی بادشاہ کے ساتھ کئے گئے کسی اچھے عمل کے انعام کے طور پر وہ ان کی سفارش کو قبول کرتے ہیں، اور اسی لئے وہ واسطے بناتے بھی ہیں، کبھی ناگواری میں تو کبھی بوجھل دل سے ان کی سفارش قبول کرتے ہیں، تو کبھی سفارش کو رد کر دینے سے انہیں خجالت ہوتی ہے، اور کبھی تو وہ ان کی شفاعت کو قیل و قال کے بعد ہی قبول کرتے ہیں کیوں کہ وہ خود انسان ہیں، اور انسان کی فطرت میں بخیلی، کنجوسی، نہ دینا اور ناپسندیدگی شامل ہے، انسان اگر کسی کو کچھ دیتا بھی ہے تو ختم ہو جانے کے خوف سے بقدر کفاف ہی دیتا ہے، مگر اللہ تعالی غنی اور کریم ہے، اس کے پاس زمین و آسمان کے خزانے ہیں،

اسے کوئی چیز فکر میں نہیں ڈالتی، وہ کسی مقابل کے بغیر اپنے بندوں کا نفع چاہتا ہے، اور بغیر زبردستی کے ان پر رحم کرتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ ﴾

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ سبحان اللہ! وہ تو کسی کا محتاج نہیں اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے فرمایا: (اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جن، سب ایک میدان میں کھڑے ہوں، پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو جو وہ مانگے دیدوں، تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہو گا مگر اتنا جیسے دریا میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو دریا کا پانی جتنا کم ہوتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہو گا)(۱)۔

دوسری حدیث میں ہے کہ: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، بلکہ پختگی اور اصرار سے سوال کرے اور بڑی رغبت کا اظہار کرے، کیوں کہ دینے کے لیے اللہ تعالی کے لیے کوئی چیز بڑی نہیں ہے (۲)۔

ملک وبادشاہت کی وجہ سے: دنیا کے بادشاہوں کی بادشاہت میں وزیر، درباری اور کچھ دوسرے لوگ شریک ہوتے ہیں، اور دنیا کے بادشاہ ان لوگوں کی مرضی کے بغیر بآسانی رعایا کے امور انجام نہیں دے سکتے ہیں، اور اسی لئے بادشاہ اپنے اور اپنی رعایا کے درمیان ان کارندوں کو بطور وسیلہ اختیار کرتے ہیں، جب کہ اللہ تعالی کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، بلکہ وہ سفارشی اور غیر سفارشی تمام لوگوں کا مالک ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ ﴾

ترجمہ: نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم (۲۵۷۷)

(۲) صحیح بخاری (۶۳۳۹)۔ صحیح مسلم (۲۶۷۹)

چنانچہ جس شخص نے اپنے اور اللہ کے درمیان کسی کو واسطہ بنایا تو گویا اس نے اللہ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دے دی، اور یہ انتہائی باطل بات ہے۔

رحمت کی وجہ سے: دنیا کے بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ واسطے اور مقربین کے ذریعے اپنی رعایا کا خیال رکھیں اور ان پر اپنا لطف و کرم کریں، اور اسی لئے وہ واسطے بناتے بھی ہیں، اللہ تعالی کو اس کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالی رحم کرنے والا اور مہربان ہے، ماں اپنے بچے پر جس قدر مہربان ہوتی ہے اللہ تعالی اس سے بھی بڑھ کر رحم کرنے والا ہے، اس نے رحمت کو پیدا کیا ہے اور اسے بندوں کے دل میں ڈال دیا ہے، اور اسی رحمت کی بنا پر بندے ایک دوسرے کے ساتھ بہتر سلوک کرتے ہیں، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالی کی سو رحمتیں ہیں تو ایک رحمت کی وجہ سے اللہ کی مخلوقات آپس میں رحم کرتی ہیں اور باقی ننانوے رحمتیں قیامت کے لیے ہیں)(۱)۔

ایک شخص غیر اللہ کو پکار رہا تھا تو شیخ عبد الرحمان بن قاسم رحمہ نے اس کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: (جب تم کسی نبی کو یا کسی اور کو پکارتے ہو تو یہ سوچ رہے ہوتے ہو کہ وہ تمہارے حال سے واقف، تمہاری حاجت پوری کرنے پر قادر، اور تم پر تمہارے رب سے زیادہ مہربان ہے؛ حالاں کہ ایسا سوچنا سراسر جہالت، کفر اور گمراہی ہے، اس پر تمہارے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں ہے، نامعقول دلائل سے استدلال وہی شخص کر سکتا ہے جس کی سمجھ ناقص اور خیال فاسد ہو۔

اگر تم اس بات سے واقف ہو کہ اللہ تعالی سب سے بڑھ کر باعلم، قدرت رکھنے والا اور رحم کرنے والا ہے تو پھر تم اسے چھوڑ کر غیروں کے سامنے کیوں دست سوال دراز کرتے ہو، اللہ سبحانہ وتعالی نے تو خود کہا ہے: ﴿ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ ﴾

ترجمہ: تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا۔

اور فرمایا: ﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌۖ أُجِيبُ دَعۡوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِۖ ﴾

(۱) صحیح مسلم (۲۷۵۳)۔ راوی: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔

گذشتہ باتوں کی بنا پر یہ کہنا درست ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے سے اللہ کے تئیں بدظنی لازم آتی ہے، غیر اللہ کو پکارنے والا اللہ کی صفات یعنی علم، رحمت، تدبیر، غنی، اور بادشاہت کو کمتر سمجھتا ہے، اللہ کے تئیں بدظنی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اور اس پر اللہ نے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿ ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ ظَنَّ ٱلسَّوۡءِۚ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ ٱلسَّوۡءِۖ وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَأَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرٗا ﴾

ترجمہ: اللہ کے بارے میں (جو) بدگمانیاں رکھنے والے ہیں، (دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے۔ اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: (اللہ کے بارے میں بدگمانی رکھنا، کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ اللہ کے بارے میں بدگمانی رکھنے والا اس کے مقدس کمالات کے بارے میں بدگمانی رکھتا ہے، اور اس کا گمان اللہ کے اسماء و صفات کے منافی ہوا کرتا ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے اس کے تئیں بدگمانی رکھنے والے کو جس طرح کے عذاب کی وعید سنائی ہے ویسی وعید کسی اور کو نہیں سنائی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ ظَنَّ ٱلسَّوۡءِۚ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ ٱلسَّوۡءِۖ وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَأَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرٗا﴾

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں (دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے، اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کی اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

جو شخص اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کا منکر ہو تو پھر ایسے شخص کو اللہ نے یہ وعید سنائی ہے کہ:﴿وَذَٰلِكُمۡ ظَنُّكُمُ ٱلَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمۡ أَرۡدَىٰكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم مِّنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ٢٣ ﴾

ترجمہ: تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہو گئے۔

اللہ تعالی نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے تعلق سے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا ءَالِهَةً دُونَ ٱللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ ٱلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ ﴾

ترجمہ: تم کیا پوج رہے ہو؟ کیا تم اللہ کے سوا گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو؟ تو یہ (بتلاؤ کہ) تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

یعنی تمہارا کیا گمان ہے؟ وہ تمہیں جزا کے دن کیا بدلہ دے گا جب کہ تم نے اس کے علاوہ کسی اور کو معبود بنایا، اور تم نے اس کے بارے میں کیا گمان کیا کہ تم نے اس کے ساتھ غیر کی پرستش شروع کر دی؟ تم نے اس کے اسماء وصفات اور ربوبیت میں کسی کمی کا گمان کر لیا کہ تمہیں اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی ضرورت پڑ گئی؟ تمہیں تو یہ جاننا چاہیے کہ وہ ہر چیز سے باخبر ہے ، ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنے سوا سے بے نیاز ہے، اس کے سوا ہر ایک مخلوق اس کی محتاج ہے، وہ اپنی مخلوق کے ساتھ انصاف کرتا ہے، وہ تمام مخلوقات کی تدبیر کرنے میں منفرد ہے، اس میں اس کا کوئی شریک نہیں، وہ تمام امور کی تمام تفصیلات سے باخبر ہے، اس سے مخلوق کا کوئی راز پوشیدہ نہیں، وہ تن تنہا تمام مخلوقات کے لیے کافی ہے، انہیں اللہ کے سوا کسی مددگار کی ضرورت نہیں، وہ اللہ اپنی ذات میں رحمان (مہربان) ہے، اپنی رحمت میں کسی کے رحم طلبی کا محتاج نہیں، بر خلاف دنیاوی بادشاہوں اور سرداروں کے، انہیں ایسے معاونوں کی ضرورت پڑتی ہے جو انہیں رعایا کے احوال اور حاجات سے باخبر کر سکیں اور ان کی ضروریات پوری کرنے میں ان کی مدد کر سکیں، نیز انہیں ایسے وسیلوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو سفارش کے ذریعہ ان سے رحم وکرم کی درخواست کریں، چنانچہ انہیں یہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ واسطے اختیار کریں، کیوں کہ وہ اس کے محتاج ہوتے ہیں، ان کے اندر کمی، عاجزی اور علمی کوتاہی پائی جاتی ہے۔

جو ہر چیز پر بذات خود قادر ہو، ہر شے سے بے نیاز ہو، ہر چیز کا علم رکھنے والا ہو اور جس کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہو تو پھر اس کے اور اس کے بندوں کے درمیان واسطے و وسیلے بنا دینا اس کی ربوبیت، الوہیت اور اس کی وحدانیت کے خلاف ہے اور یہ اس کے تئیں بد ظنی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالی اس کو مشروع کرے اور عقل و فطرت اس کے جواز کو قبول نہ کرے، عقل سلیم ہر چیز کی قباحت سے بڑھ کر اس امر کو قبیح جانتی ہے۔

یہ بات عیاں ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کی تعظیم بجالانے والا ہوتا ہے، اس کی جناب میں عبادتیں، خشوع وخضوع بجالاتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی تنہا ہی مکمل تعظیم، جلالت شان، عبادتوں، انکساری اور خضوع کا مستحق ہے، یہ صرف اس کا حق ہے۔

تو اس شخص نے اللہ کا حق ادا نہ کیا جس نے اللہ کے ساتھ ایسوں کی عبادت کی جو کمزورترین اور انتہائی چھوٹے حیوان کو پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں، اگر مکھی ان سے کچھ لے لے تو اسے بھی چھیننے پر قادر نہیں، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَٱلسَّمَـٰوَٰتُ مَطْوِيَّـٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٧﴾ ﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

جو شخص اللہ کی عبادت میں ایسوں کو شریک کرتا ہے جو سرے سے عبادت کا حق ہی نہیں رکھتا بلکہ وہ انتہائی عاجز اور کمزور ہے تو ایسے شخص نے اللہ کی عظمت شان کی ویسی قدر ہرگز نہ کی جیسی کرنی چاہیے تھی، کمزور اور ذلیل کو قوت اور غلبہ والے اللہ کے ساتھ شریک کرنے والے نے اللہ کی کما حقہ قدر نہیں کی (١)۔

قدرت کی وجہ سے: بندے کی قدرت محدود ہوتی ہے، خواہ وہ مالک ہو یا مملوک، جو اس کے زیر اختیار ہو بس اسی کی مدد کرسکتا ہے، اور اس کے اختیار میں تو بس مادی امور ہی ہوتے ہیں، اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، کوئی کام اس پر گراں و دشوار نہیں ہے، فقیر کو امیر کرتا ہے، بھوکوں کو کھلاتا ہے، بیماروں کو صحت یاب کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹوں سے نوازتا ہے، گنہگاروں کے گناہوں کو بخشتا ہے، بلا حساب عطا کرتا ہے، نفع پہنچادے تو کوئی اس کے نفع کو ٹال نہیں سکتا اور نقصان کو

---

(١) "الداء والدواء" ص ٢١١-٢١٧ مع اختصار

دور کر دے تو کوئی نقصان پہنچا نہیں سکتا، ارشاد ہے:﴿ مَا يَفْتَحِ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ۝٢ ﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

نفع پہنچانے سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی، وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے، اس کے برعکس دنیا کے بادشاہ اگر کھلاتے ہیں تو محدود مقدار میں، اگر نفع پہنچانے پر اختیار رکھتے ہیں تو ایک حد تک ہی نفع پہنچاتے ہیں، اور کبھی تو باوجود قدرت کے نفع اندوزی سے منع کر دیتے ہیں، اس بارے میں باتیں طویل ہیں اور الحمدللہ یہ باتیں بالکل واضح ہیں، ان باتوں کا مقصد اس بات کے بطلان کو بیان کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہے، اللہ کی ذات اس سے بہت بلند و برتر ہے۔

دسواں جواب: جو شخص یہ کہتا ہو کہ وہ گنہگار ہے اور اس کے گناہ، دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں تو اس سے کہا جائے گا: اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ وہ بندوں کی دعاوں کو قبول کرتا ہے اگرچہ بندے کے پاس گناہوں کا ڈھیر ہو، اگر بندہ کافر ہو پھر بھی اللہ اس کی دعا کو سنتا ہے، کیوں کہ یہ اس کی رحمت عامہ ہے، اس کی رحمت عامہ کے تحت فرماں بردار و نافرمان سب شامل ہیں، تو اب واسطے بنانے کی کیا تک بنتی ہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(مظلوم کی بددعا سے اگرچہ مظلوم کافر ہی ہو ڈرتے رہنا کہ اس (دعا) کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا)(۱)۔

(۱) اسے احمد (۳/۱۵۳) نے روایت کیا ہے اور البانی نے "صحیح الجامع" (۱۱۹) میں اسے حسن کہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(مظلوم کی بد دعا مقبول ہے اگرچہ وہ فاجر ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ اس کا فجور تو اس کی اپنی جان پر ہے)[1]۔

ایسا نہیں ہے کہ دعا صرف نیک آدمی کی قبول ہوتی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ نیک شخص کی دعا گنہگار کی دعا کے مقابلے جلدی قبول ہوتی ہے، لیکن دعا کی قبولیت نیک شخص کے ساتھ خاص نہیں ہے، کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی کسی کی دعا کو قبول نہیں کرتا اس لئے کہ تمام بنی آدم خطاکار ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(سارے بنی آدم (انسان) گناہ گار ہیں اور بہترین گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں)[2]۔

گیارہواں جواب: واسطے ووسیلے اختیار کرنا بندے اور رب کے درمیان کے تعلق کو کشیدہ اور بندے اور رب کے درمیان کے رشتہ کو ناپید کر دیتا ہے، اس لئے کہ واسطے بنانے والا - اپنے زعم میں کسی اور کو اپنی جانب سے دعا کرنے کی ذمہ داری سونپ دیتا ہے، اور اپنے اور اللہ کے درمیان رکاوٹ حائل کرلیتا ہے، اور نقصان کے لئے یہی کافی ہے، ایسا کرنا مقاصد شریعت کے منافی ہے کیوں کہ شریعت بندے اور رب کے درمیان مضبوط تعلق استوار کرنا چاہتی ہے۔

بارہواں جواب: واسطے بنانے والا شخص خود کو بہت سے خیر سے محروم کرلیتا ہے، بندہ جب اللہ کی طرف بڑھتا ہے اور اس کے سامنے خود کو جھکالیتا ہے اور بندے کے اس عمل سے اللہ کو جو خوشی ہوتی ہے اس سے وہ خود کو محروم کرلیتا ہے، وہ ایسے مردے کے سامنے جھکتا ہے جس کے بس میں کچھ بھی نہیں اور نہ وہ اسے اس کے رب سے ذرا بھی قریب کر سکتا ہے، یہ معلوم سی بات ہے کہ بندہ جب اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس سے خوش ہوتا ہے خواہ اس کے گناہ آسمان کی بلندی تک کیوں نہ پہنچ گئے ہوں، جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں جو وہ میرے

---

(۱) اسے احمد (۲/۳۶۷) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے "الصحیحۃ" (۷۶۷) میں روایت کیا ہے۔

(۲) اس حدیث کو ترمذی (۲۴۹۹) اور ابن ماجہ (۴۲۵۱) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

ساتھ گمان رکھتا ہے، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے تو میں بھی اسے اس سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں ۔ اگر وہ میری طرف ایک بالشت آئے تو میں اس کی جانب ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک گز مجھ سے قریب ہو تو میں دو گز اس سے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کے پاس آتا ہوں(۱)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی اپنے بندے کی توبہ پر جب وہ اس کی طرف توبہ کرتا ہے، تم میں سے کسی ایسے شخص کی نسبت کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک بے آب و گیاہ صحرا میں اپنی سواری پر (سفر کر رہا) تھا تو وہ اس کے ہاتھ سے نکل کر گم ہو گئی، اس کا کھانا اور پانی اسے (سواری) پر ہے۔ وہ اس کے ملنے سے مایوس ہو گیا تو ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سائے میں لیٹ گیا۔ وہ اپنی سواری ملنے سے ناامید ہو چکا تھا۔ وہ اسی عالم میں ہے کہ اچانک وہ (اونٹنی) اس کے پاس کھڑی ہے، اس نے اس کو نکیل کی رسی سے پکڑ لیا، پھر بے پناہ خوشی کی شدت میں کہہ بیٹھا: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ خوشی کی شدت کی وجہ سے غلطی کر گیا(۲)۔

تیرہواں جواب: غیر اللہ کو پکارنا شرک فی العبادۃ ہے، اس کے علاوہ دیکھیں تو ان واسطوں کو پکارنے والے ان کے تئیں جو گمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں تو حقیقت میں وہ دعا بھی نہیں کر سکتے، کیوں کہ وہ یا تو جمادات ہیں یا مردے ہیں، اور یہ دونوں ہی زندوں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے ہیں، نہ ان کی دعا کو ہی قبول کر سکتے ہیں اور نہ ان کے کسی کام آسکتے ہیں، نہ دعا کر سکتے ہیں نہ کچھ اور ہی کر سکتے ہیں، اللہ تعالی نے واضح طور پر فرمایا ہے: ﴿ وَمَآ أَنتَ بِمُسۡمِعٖ مَّن فِي ٱلۡقُبُورِ ﴾

---

(۱) صحیح بخاری (۷۴۰۵)۔ صحیح مسلم (۲۶۷۵)

(۲) صحیح مسلم: (۲۷۴۶)

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

سورہ فاطر میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿ وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٖ ﴿١٤﴾ ﴾

ترجمہ: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں* اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے۔ آپ کو کوئی حق تعالیٰ جیسا خبر دار خبریں نہ دے گا۔

اللہ تعالی نے ان سے دعا کرنے کو شرک کہا ہے، مزید ارشاد ہے:

﴿ وَٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَخۡلُقُونَ شَيۡـٔٗا وَهُمۡ يُخۡلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمۡوَٰتٌ غَيۡرُ أَحۡيَآءٖۖ وَمَا يَشۡعُرُونَ أَيَّانَ يُبۡعَثُونَ ﴿٢١﴾ ﴾

ترجمہ: اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں* مردے ہیں زندہ نہیں، انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

جو شخص جواب نہیں دیتا ہے اس کو مردے سے تعبیر کیا جاتا ہے، تعجب ہے اس زندہ، سننے اور دیکھنے والے شخص پر جو مردوں سے اپنی ضروریات طلب کرتا ہے۔

اسی لئے کہا گیا ہے:

لقد أسمعت لو ناديت حيا ولكن لا حياة لمن تنادي

اگر تو زندہ کو پکارے تو اپنی بات اسے سنا بھی سکتا ہے۔
لیکن جنہیں تم پکارتے ہو اس کے پاس تو زندگی ہی نہیں۔

چودھواں جواب: بندے کا اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے و وسیلے بنانا اس لئے بھی باطل ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن میں صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ یہ واسطے قیامت کے دن ہر گز ان کے لئے سفارش نہیں کریں گے، بلکہ ان کے درمیان سارا تعلق اور رابطہ ختم ہو جائے گا اور یہ ان سے براءت کا

اظہار کریں گے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾ ﴾

ترجمہ: اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملے میں شریک ہیں۔ واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گزرا ہوا۔

مزید فرمایا:﴿ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ﴿١٣﴾ ﴾

ترجمہ: اور جس دن قیامت قائم ہو گی تو گنہگار حیرت زدہ رہ جائیں گے * اور ان کے تمام تر شریکوں میں سے ایک بھی ان کا سفارشی نہ ہو گا اور (خود یہ بھی) اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: یعنی اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی یہ پرستش کرتے ہیں وہ ان کی سفارش نہیں کریں گے، بلکہ ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے، اور جس قدر یہ ان کے محتاج ہوں گے اس سے بڑھ کر وہ ان کے ساتھ خیانت کریں گے۔

پندرہواں جواب: بندے کا دعا کے لئے اپنے اور رب کے درمیان واسطے بنانا اس لئے بھی باطل ہے کہ جن انبیاء اور نیک لوگوں سے دعائیں کی جاتی ہیں - یعنی جن کو لوگوں نے واسطہ بنا رکھا ہے- وہ خود اس بات کے محتاج ہیں کہ زندہ لوگ ان کے لئے دعا و استغفار کیا کریں، کیوں کہ ان کے عمل کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ بند ہو جاتا

ہے سوائے تین چیزوں کے: ایک صدقہ جاریہ ہے، دوسرا ایسا علم ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور تیسرا نیک وصالح اولاد ہے جو اس کے لیے دعا کرے)[۱]۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل انسان ہونے اور اللہ کے سب سے مقرب ہونے کے باوجود ہم سے یہ کہاہے کہ ہم ان پر ان کی زندگی میں بھی اور ان کی موت کے بعد بھی درود بھیجیں، اور ان پر درود بھیجنے کا مطلب ان کے لئے رحمت کی دعا کرنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلے کا سوال کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک (ایسا بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ) مقام ہے جس پر بندگان الٰہی میں سے صرف ایک انسان ہی فائز ہوگا۔ اور امید ہے کہ یہ شرف مجھے حاصل ہوگا۔ جس شخص نے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کی دعا کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی)[۲]۔

اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم ان پر اور زمین و آسمان کے تمام لوگوں پر سلام بھیجیں، سلام، سلامتی کی دعا ہے، التحیات میں تشہد کے دوران پڑھی جانے والی دعا میں مذکور ہے:(سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر)۔۔۔الحدیث[۳]۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ عام حالات میں میت کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا کرتی رہے اور نماز جنازہ، اور دفن کے بعد خاص طور سے دعا کرے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی تو

---

(۱) صحیح مسلم (۱۶۳۱) راوی حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۲) صحیح مسلم: (۳۸۴)۔ راوی حدیث: عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

(۳) صحیح بخاری (۸۳۱)۔ صحیح مسلم (۴۰۲)۔ راوی حدیث: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

یوں دعا کی: «اللهم اغفر لحينا وميتنا، وشاهدنا وغائبنا، وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وأنثانا اللهم من أحييته منا فأحيه على الإسلام ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان اللهم لا تحرمنا أجره ولا تضلنا بعده» "اے اللہ! تو بخش دے، ہمارے زندوں اور ہمارے مردوں کو، ہمارے حاضر اور ہمارے غائب کو، ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو، اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اسلام پر زندہ رکھ، اور ہم میں سے جس کو موت دے اسے ایمان پر موت دے، اے اللہ! ہم کو تو اس کے ثواب سے محروم نہ رکھنا، اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا) (۱)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کی تدفین سے فارغ ہو جاتے تو کچھ دیر قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت کی اور ثابت قدمی کی دعا کرو؛ کیوں کہ اس وقت اس سے سوال کیا جارہا ہے) (۲)۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ میت خود زندوں کی دعا کے محتاج ہوتے ہیں، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا کے حاجت مند ہیں، تب یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ ہم مردوں سے دین و دنیا کی کوئی بھلائی طلب کریں۔

سولہواں جواب: بندے اور رب کے درمیان واسطے و وسیلے بنائے جانے کے جواز کے لئے قیاس کا سہارا لیا جاتا ہے، حالاں کہ ایسا کرنا دو وجہ سے باطل ہے:

پہلی وجہ: علماء کرام ہمیشہ قیاس کا سہارا نہیں لیتے ہیں، بلکہ ضرورت کے پیش نظر اور درپیش مسئلہ میں واضح شرعی نص کی عدم موجودگی میں ہی علماء کرام نے قیاس کیا ہے، اگر مسئلہ میں شرعی نص موجود ہوتی ہے تو پھر علماء کرام قیاس نہیں کرتے ہیں، اگر عقلی قیاس آرائیوں کو ہی مقدم رکھنا ہو تو پھر شرعی نصوص کا کیا فائدہ؟

---

(۱) سنن ابی داود (۳۲۰۱) اور الالبانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲) اسے احمد (۲/۳۶۸) نے روایت کیا ہے اور ترمذی (۱۰۲۴) نے بھی۔ البتہ اس میں یہ اضافہ نہیں ہے: اللهم لا تحرمنا أجره.....الحديث

یہ بات گزر چکی ہے کہ واسطے اختیار کرنے کی ممانعت پر شرعی نصوص کی بہتات ہے، صرف اللہ کی عبادت کرنا ہی دین کی اصل اور ملت کی بنیاد ہے۔

دوسری وجہ: کتاب وسنت کے نصوص کا موازنہ عقلی دلائل اور قیاس سے کرنا اس لئے باطل ہے کہ ہر وہ قیاس جو اللہ کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہو، یا سلف صالحین وائمہ امت کے اجماع سے متصادم ہو تو وہ قیاس فاسد ہے، تمام مسلمانوں اور تمام فقہی مذاہب کے نزدیک اس قیاس پر عمل نہیں کیا جائے گا، اللہ تعالی کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کرنا بالکل ہی فاسد قیاس ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے قرآن میں کھلے لفظوں میں اسے فاسد کہا ہے، ارشاد ہے: ﴿ فَلَا تَضْرِبُوا۟ لِلَّهِ ٱلْأَمْثَالَ ﴾

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت بناؤ، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

مزید ارشاد ہے: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ﴾

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں۔

جو لوگ عقلی شبہات کی بناء پر شرعی دلائل پر اعتراض کرتے ہیں، ان کو علماء نے اس شخص کے مشابہ قرار دیا ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا تھا: (وحی جو ہم نے آپ سے حاصل کی ہے اور جس سنت کی آپ ہمیں رہنمائی کر رہے ہیں، اس میں سے کچھ تو ہماری عقل سے میل کھاتی ہے اور اس میں سے کچھ ہماری عقل سے میل نہیں کھاتی، اس لیے ہم آپ سے وہی باتیں اخذ کریں گے جو ہماری عقل کے موافق ہے اور باقی باتوں کو ہم ترک کر دیں گے)۔ کیا ایسا شخص مومن ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

ایسا کرنے والا ابلیس ہے - اللہ کی پناہ - ابلیس کو اللہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن اس نے اپنی رائے اور شرعی حکم پر عقل کو مقدم کرتے ہوئے اللہ کے فیصلہ پر اعتراض کیا اور کہا: ﴿ أَنَا۠ خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِى مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ﴾

ترجمہ: میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے سچ کہا ہے کہ:(رائے کو شریعت پر اور خواہش کو عقل پر مقدم رکھنا، ہر فتنہ کی جڑ ہے)(۱)۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:(بندے پر ضروری ہے کہ وہ شفاف، واضح اور کامل شریعت اسلامیہ کو تسلیم کرے، اور اس بات کو مان لے کہ شریعت مصالح کے حصول و تکمیل اور مفاسد کے خاتمہ کے لئے نازل ہوئی ہے، جب وہ غیر مشروع عبادتوں اور رواجوں کو اچھا سمجھے تو جان لے کہ ان غیر شرعی عبادتوں اور رواجوں کا نقصان ان کے نفع سے بڑھ کر ہے، اور ان کے مفاسد ان کی بھلائیوں سے زیادہ ہیں، کیوں کہ شارع، حکمت والا ہے وہ مصالح کو نظر انداز نہیں کرتا ہے)(۲)۔

میں کہتا ہوں: اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، اس کے احکامات کی اتباع کرنا اور عقلی قیاسوں اور نفسیاتی خواہشات کی وجہ سے اس پر ذرا بھی اعتراض نہ کرنا واجب ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ ﴾

ترجمہ: قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں اور کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں.

نیز فرمایا:﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾ ﴾

ترجمہ: اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں ہیں۔

---

(۱) "إغاثة اللهفان" (۲/۱٦۷)۔ تحقیق: شیخ محمد حامد الفقی

(۲) "تلخیص کتاب الاستغاثة فی الرد علی البکری" لابن کثیر رحمہ اللہ (۱/۱٦۷)

مزید ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَـٰنَ ٱللَّهِ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ ﴾

ترجمہ: اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں، اللہ ہی کے لیے پاکی ہے۔ وہ بلند تر ہے ہر اس چیز سے کہ لوگ شریک کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اپنی ذات کو ان تمام چیزوں سے بری قرار دیا ہے جن کو عقل انسانی اللہ کے لئے اختیار کرتی ہے، اللہ نے اسے شرک کہا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جو شخص کسی چیز کے اختیار کرنے کی بنیاد عقل کو سمجھتا ہے وہ دراصل شریعت کو چھوڑ کر دوسری چیز کو اس کے لئے مرجع جانتا ہے اور وہ دوسری چیز عقل ہے اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "اللہ تعالی اس آیت میں اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ تخلیق کرنے اور اختیار کرنے میں وہ تنہا ہے، اس میں کوئی اس کا حریف نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے باز پرس کرنے والا ہے:﴿ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ ﴾

ترجمہ: اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

یعنی جو وہ چاہتا ہے، جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہیں ہوا، تمام امور خواہ اچھے ہوں یا برے وہ اللہ کے اختیار میں ہیں اور تمام چیزوں کو اس کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

خلاصہ

گذشتہ باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے کا اپنے اور اپنے رب کے درمیان واسطے ٹھہرانا اور یہ سوچنا کہ یہ واسطے اسے رب تعالی سے قریب کریں گے اور اللہ کے حضور اس کی سفارش کریں گے، یہ باطل امر ہے، اور یہ اللہ پاک و برتر کے ساتھ شرک کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اور اس سے اللہ کے تئیں بد ظنی بھی لازم آتی ہے، واجب یہ ہے کہ بندہ بغیر کسی واسطہ اور وسیلہ کے ڈائریکٹ دعا کرے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ ﴾

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

اسی طرح دوسری عبادات کا معاملہ بھی ہے، ان کے ذریعہ بھی بندہ بلا کسی واسطے کے رب سے قریب ہوتا ہے۔

اس بارے میں قرآنی صراحت آئی ہے کہ غیر اللہ سے دعا کرنا باطل ہے خواہ اس کے جو بھی وجوہات ہوں۔ قرآن کی یہ صراحت جویائے حق اور قرآن پر ایمان لانے والوں کے لئے کافی وشافی ہے، سورہ حج میں رب تعالی کا فرمان ہے: ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ هُوَ ٱلۡبَٰطِلُ ﴾

ترجمہ: یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالی ہے:﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدۡعُونَ مِن دُونِهِ ٱلۡبَٰطِلُ﴾

ترجمہ: یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

اسی طرح قرآنی صراحت آئی ہے کہ اللہ سے دعا کرنا حق ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ لَهُۥ دَعۡوَةُ ٱلۡحَقِّۚ وَٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسۡتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيۡءٍ إِلَّا كَبَٰسِطِ كَفَّيۡهِ إِلَى ٱلۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَٰلِغِهِۦۚ وَمَا دُعَآءُ ٱلۡكَٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَٰلٖ ١٤ ﴾

ترجمہ: اسی کو پکارنا حق ہے۔ جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منھ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منھ میں پہنچنے والا نہیں۔ ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔

انہیں باتوں پر کتاب ختم ہوتی ہے، واللہ اعلم

وصلی اللہ علی نبیه محمد، وآله وصحبه وسلم